﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿۔۔۔اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿۔۔۔عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 04 مئی 2018ء | 17 شعبان 1439 ہجری قمری ❁ 04 ہجرت 1397 ہجری شمسی | شمارہ 18

احسان کا بدلہ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو اور اگر تم اس کا بدلہ چکانے سے عاجز ہو تو اس کے لئے دعا کرو تا کہ وہ جان لے کہ تم نے اس کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو پسند کرتا ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی۔ جلد ا صفحہ 45)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اُس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِس وقت پوری طرح سے تجلّی فرمائی

’’اور ہمارے نبی کی روحانیت کا زمانہ پانچویں ہزار سے شروع اور چھٹے ہزار کے آخر تک کامل ہوا اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ اور اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آدم کے قدم پر آئے اور آدم کی روحانیت نے پانچویں دن میں طلوع فرمایا کیونکہ اس دن تک سب کچھ جو اس کی ہویّت کے اجزا سے اور اس کی ماہیت کی حقیقت سے تھا پیدا ہو گیا۔ کیونکہ زمین اپنی تمام مخلوق کے ساتھ اور آسمان اپنی تمام مصنوعات کے ساتھ آدم کی ہویّت کی حقیقت تھے۔ گویا آدم کا مادہ تھا۔ گویا آدم کا مادہ جمادی حقیقت سے نباتی حقیقت کی طرف اور نباتی حقیقت سے حیوانیت کی ہویّت کی طرف منتقل ہوا پھر روحانیت کے طور پر کوکبی کمالات سے قمری کمالات کی طرف اور قمری انوار سے شمسی شعاعوں کی طرف انتقال فرمایا اور (یہ سب انتقالات مظاہر ترقیات عالم کے حقیقت انسانیہ کے معارج کی طرف تھے)۔ [بریکٹ میں دیا گیا ترجمہ روحانی خزائن میں ہے ایڈیشن اوّل میں نہیں ہے۔ (ناشر)] اور اس راز کو دوسرے لفظوں میں اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ انسان ایک وقت جماد تھا اور دوسرے وقت نبات اور اس کے بعد حیوان اور اس کے بعد ستارہ اور چاند اور سورج تھا یہاں تک پانچویں دن وہ سب کچھ جو اس کی فطرت زمینی اور آسمانی قویٰ سے تقاضا کرتی تھی احسن الخالقین خدا کے فضل سے جمع ہو گیا۔ پس تمام پیدائش آدم کے لئے ایک فرد کامل تھا یا اس کے وجود کا آئینہ تھا جسے خدا نے معزز اور مکرم بنایا۔ پھر ارادہ فرمایا کہ پوشیدگیوں کو پورے طور پر ایک ہی شخص میں ظاہر کرے جو ان خصلتوں کا مظہر ہو۔ پس آدم کی روحانیت نے جامع کامل تجلّی کے ساتھ جمعہ کے دن آخری ساعت میں تجلّی فرمائی یعنی اُس دن جو چھ کا چھٹا ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اُس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِس وقت پوری طرح سے تجلّی فرمائی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اِذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتابِ مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس مَیں وہی مظہر ہوں۔ پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ آخر آیت تک۔ [خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو اس لئے بھیجا کہ تا دینِ اسلام کو سب دینوں پر غالب کر دے۔ (الصف:10)] پس یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے اے مسلمانوں کی جماعت۔ اور اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار میں مبعوث ہوئے حالانکہ آنجناب کی بعثت قطعاً اور یقیناً پانچویں ہزار میں تھی۔ پس شک نہیں کہ یہ اشارہ ہے تجلّی تام کے وقت کی طرف اور استیفاء مرام کی طرف اور روحانیت کے ظہور کے کمال کی طرف اور جہان میں محمدی فیوض کے موج مارنے کے دنوں کی طرف۔ اور یہ چھٹے ہزار کا آخر ہے جو زمانہ کے مسیح موعود کے اُترنے کے لئے مقرر ہے۔ جیسا کہ انبیاء کی کتابوں سے سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کے قدم رکھنے کی جگہ ہے جیسا کہ آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ اور پاک تحریروں کی دوسری آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے۔ پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے اِس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنے سے سر نہیں پھیرتا۔ کیا وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کی آیت میں فکر نہیں کرتے۔ اور کس طرح مِنۡھُمۡ کے لفظ کا مفہوم متحقق ہوا گر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اُس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اُس نے حق کا اور نصِّ قرآن کا انکار کیا۔‘‘

...............(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 159 تا 164۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 17/مارچ 2018ء بروز ہفتہ 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں تشریف لا کر مکرمہ مبارکہ نواز صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد نواز اُپل صاحب ۔ روہیمپٹن) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ مبارکہ نواز صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد نواز اُپل صاحب ۔ روہیمپٹن)

16 مارچ 2018ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو کافی عرصہ اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کے طورر پر خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، خلافت کی شیدائی، خوش اخلاق، ملنسار اور غریب پرور خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ نازیہ پروین صاحبہ (جرمنی)

18 دسمبر 2017ء کو 37 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تین سال تک کینسر کی تکلیف دہ بیماری کو بڑے حوصلہ سے برداشت کیا۔ بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم انصار احمد صاحب (قادیان)

8 فروری 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عبدالرحیم صاحب ملکانہ درویش مرحوم کی بیٹی اور مکرم ڈاکٹر انصار احمد صاحب (پی ایچ ڈی) مترجم ہندی کتب (روحانی خزائن) کی اہلیہ تھیں۔ مرحومہ قادیان میں نصرت گرلز ہائی سکول میں لمبا عرصہ بطور استانی خدمت بجالاتی رہیں اور دہلی میں قیام کے دوران چھ سال تک لجنہ اماء اللہ دہلی کی صدر بھی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3۔ مکرمہ امتہ السلام صاحبہ (کینیڈا)

16 فروری 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، دعا گو، صدقہ وخیرات کرنے والی مخلص، ہمدرد اور باوفا خاتون تھیں۔ خطبات جمعہ بڑی باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ تمام مالی تحریکات میں بڑھ کر حصہ لیتیں۔ سلسلہ کے کام خود بھی کرتیں اور بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتی رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مدثر احمد مشرف صاحب (ناظم تشخیص جائیداد موصیان۔ ربوہ) کی والدہ تھیں۔

4۔ مکرمہ لطیفہ عبدالجلیل صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالجلیل صاحب (کبابیر)

21 فروری کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، بڑی حوصلہ مند اور خوش مزاج خاتون تھیں۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ مبلغین کا بہت احترام کرتی تھیں۔

5۔ مکرمہ نائلہ سلطان صاحبہ (جوہر ٹاؤن۔ لاہور)

24 فروری 2018ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں شمس الدین صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، خلافت کی اطاعت گزار، ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔ قیادت سلطان پورہ کی صدر لجنہ کے علاوہ اپنے حلقہ میں بھی مختلف رنگ میں بھر پور خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کو قرآن بھی پڑھاتی تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

6۔ مکرم اے منیر احمد صاحب (چیلا کرہ۔ کیرالہ۔ انڈیا)

6 مارچ 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ نماز تہجد اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تقویٰ شعار، مہمان نواز اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنے والے مخلص انسان تھے۔ واقفین زندگی کی بہت قدر اور عزت کرتے تھے۔ بچوں کی تربیت کا بڑا خیال رکھتے اور انہیں نماز باجماعت ادا کرنے اور حضور انور کا خطبہ باقاعدگی سے سننے کی تلقین کرتے رہتے۔ آپ سرکاری ملازم تھے۔ ملنے والوں کو بڑے جوش وخروش سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ جماعت کے شدید مخالف بھی آپ سے بڑی عزت سے پیش آتے اور کہتے کہ یہ تو بہت ہی نیک انسان ہے۔ آپ جماعت چیلا کرہ کے صدر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ قبل ازیں آپ کو خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور مقامی جماعت کے مختلف عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

...مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 21/مارچ 2018ء کو نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم شیخ غضنفر احمد صاحب ابن مکرم شیخ ارشد احمد صاحب (آف برنٹ ووڈ۔ لندن) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

1۔ مکرم شیخ غضنفر احمد صاحب ابن مکرم شیخ ارشد احمد صاحب (آف برنٹ ووڈ۔ لندن)

15 مارچ 2018ء کو 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کا موقع ملا۔ جرمنی شفٹ ہونے پر اپنی جماعت کے صدر اور سیکرٹری تبلیغ رہے۔ 2010ء میں یُوکے شفٹ ہوئے اور یہاں لوکل جماعت میں سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ رمضان المبارک میں جماعت کے لئے افطاری کا انتظام کیا کرتے تھے۔ نمازوں کے پابند، اطاعت گزار، خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق رکھنے والے، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نعمان احمد صاحب لوکل مجلس میں قائد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔ مکرمہ انور بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مقبول احمد صاحب۔ حلقہ ماسک ویسٹ۔ لندن)

16 مارچ 2018ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری غلام دین صاحب (آف تلونڈی جھنگلاں) کی صاحبزادی تھیں۔ مرحومہ تہجد گزار، نماز روزہ کی پابند، انتہائی نیک اور ملنسار خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ اپنے گاؤں میں غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا ان کا معمول تھا۔ آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی اور اپنے بچوں کو بھی اس سے وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی لوکل جماعت میں بطور صدر لجنہ اور ایک بیٹے مکرم زمان اقبال صاحب زعیم حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ (اہلیہ مکرم شمس الدین صاحب، ربوہ)

17 ستمبر 2017ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نمازوں کی پابند، نہایت مخلص، ہمدرد اور نیک خاتون تھیں، مرحومہ موصیہ تھیں اور چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔

2۔ مکرم ملک محمد صدیق صاحب (محلہ دارالفتوح غربی ربوہ)

20 نومبر 2017ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، ہمدرد، صابر وشاکر اور نافع الناس انسان تھے۔ آپ کے ذمہ کوئی بھی جماعتی کام لگایا جاتا تو اسے خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔

3۔ مکرم غلام محمد شاد صاحب (میرپور خاص۔ سندھ)

یکم جنوری 2018ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت نیک، عبادت گزار، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، صاف گو اور انتہائی شفیق انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مرحوم سیشن کورٹ میرپور خاص میں بطور وکیل پریکٹس کرتے تھے۔ آپ نے قائد مجلس اور قاضی کے علاوہ بعض اور عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ بے انتہا محبت رکھتے تھے۔

4۔ مکرمہ ریحانہ خورشید صاحبہ (کیلیفورنیا۔ یُو ایس اے)

19/فروری 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد نے 1956 میں خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی جبکہ مرحومہ کی عمر دو سال تھی۔ بعد ازاں خود تحقیق کر کے 20 سال کی عمر میں مرحومہ نے خود بھی بیعت کی۔ تعلیم کے شعبہ سے منسلک رہیں۔ گورنمنٹ کالج اسلام آباد سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئیں۔ حضرت چھوٹی آپا کے کہنے پر جونیئر ماڈل سکول ربوہ میں بھی بطور پرنسپل خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ اسلام آباد میں نائب صدر لجنہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ خدمت خلق میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ بہت دعا گو، غریب پرور اور ہر دلعزیز خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔ بچوں کی تربیت بڑے اچھے انداز میں کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 12 نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 جولائی 2016ء بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ تحسینہ نصیر کا ہے جو واقفۂ نو ہیں اور مکرم مبارک احمد نصیر صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح اطہر اقبال انجم واقف نو ابن مکرم طاہر افضال انجم صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ ماریہ شکیل رحمٰن بنت مکرم مجیب الرحمٰن شکیل صاحب کا ہے جو عزیزم علیم احمد فضل ابن مکرم محمد دین صاحب کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل ان کے بھائی، منیب الرحمٰن ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical

Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

E: mordenmotor@yahoo.com

احمدیوں پر ہونے والے مظالم

(1982ء تا 2003ء)

مختصر جائزہ

(نصیر احمد قمر)

قسط نمبر 2

وفاقی شرعی عدالت میں آرڈیننس 20 کو چیلنج

پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے جو اسلام کو سیاسی عزائم کے لئے استعمال کر رہے تھے اور اس غرض کے لئے عدالتوں کے اختیارات پر بھی ضرب لگا رہے تھے ایک مارشل لاء ترمیم کے ذریعہ آئین تک کو بدل ڈالا تھا۔ آئینی ترمیم کے ذریعہ وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی تھی جس کا دائرۂ اختیار یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ قرآن و سنت سے متصادم قوانین کو کالعدم قرار دے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی تھی کہ ملکی قانون کو قرآن و سنت کے پیمانے پر پرکھنے کے لئے وفاقی شرعی عدالت قائم کی جارہی ہے اور یہ گویا 'نفاذِ اسلام' کی طرف ایک قدم تھا۔ آئینی اور قانونی معاملات پر نظر رکھنے والوں پر یہ بات واضح تھی کہ ایک متوازی نظام قائم کر کے دراصل اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات محدود کرنا مقصود تھا۔

1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے اپنی غیر قانونی آمریت کو سہارا دینے کے لئے مذہبی انتہاپسندوں کا سہارا لیا۔ اس سلسلہ میں 1984ء کا آرڈیننس XX جسے 'امتناعِ قادیانیت آرڈیننس' کہا گیا ہے، نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مسجد کو مسجد کہنا اور اذان دینا قابلِ تعزیر جرائم ٹھہرائے گئے تھے۔ احمدیوں کے لئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی قید کی سزا مقرر کی گئی تھی اور بعض القابات کا استعمال بھی احمدیوں کے لئے قابلِ تعزیر بنا دیا گیا تھا۔ اس قانون کے ذریعے احمدیوں کی مذہبی آزادی پر کاری ضرب لگائی گئی تھی اور احمدیوں کے لئے روزمرہ کے سماجی تعلقات اور مذہبی فرائض کی بجا آوری قابلِ تعزیر ہو کر رہ گئی تھی۔ اس قانون کی زد براہِ راست ہر احمدی پر پڑتی تھی۔

وفاقی شرعی عدالت میں کوئی بھی شہری کسی بھی قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کرسکتا تھا کہ مذکورہ قانون قرآن وسنّت سے متصادم ہے۔ اور یہ پابندیاں جو اس قانون کے تحت عائد کی گئیں وہ واضح طور پر قرآن وسنت سے معارض تھیں۔ چنانچہ چند احمدیوں کی طرف سے انفرادی حیثیت میں ہائی کورٹ میں اس قانون کو آئین کے تحت بنیادی حقوق سے متصادم ہونے کی بناء پر چیلنج کیا گیا اور وفاقی شرعی عدالت میں ایک درخواست گزاری۔ درخواست کی بنیاد یہی تھی کہ یہ آرڈیننس تعلیماتِ اسلامی کے منافی اور قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے وضع کردہ طریقِ کار کے مطابق ضروری تھا کہ ان آیاتِ قرآنی یا کتب کا حوالہ بھی دیا جائے جن پر استدلال قائم کیا گیا ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ڈیڑھ سو سے زائد حوالہ جات درخواست کے ساتھ شامل کئے گئے اور معیّن طور پر ہر پابندی کے بارے میں آیاتِ قرآنی اور سنت کے حوالے دیئے کہ کون سی پابندی، کون سی آیت یا سنّت سے متصادم ہے۔ ان حوالوں میں متقدّمین، متأخّرین اور عصرِ حاضر کے علماء کے حوالے شامل تھے۔ دورانِ بحث اصل کتب سے وہ حوالے عدالت میں پیش کئے گئے اور ان پر تفصیل سے بحث کی گئی، فریقین کی بحث کم وبیش چودہ دن جاری رہی۔

راقم الحروف (نصیر احمد قمر) بھی چودہ دن کی عدالتی کارروائی میں شامل رہا اور اس بات کا شاہد ہے کہ چودہ روز کی کارروائی تائیدات ونصرتِ الٰہی کا ایک ناقابلِ فراموش تجربہ تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خداتعالیٰ سے خبر پا کر بتایا تھا کہ

''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے''۔

اس پیشگوئی کو اس چودہ روزہ عدالتی کارروائی میں بھی بڑی شان کے ساتھ بار بار پورا ہوتے دیکھا۔

احمدی درخواست گزاروں کی طرف سے شروع ہی میں یہ بات عدالت پر واضح کر دی گئی تھی کہ ہم آئینی ترمیم کو زیرِ بحث نہیں لانا چاہتے۔ یہ عدالت آئینی ترمیم کو کالعدم قرار دینے کی مجاز نہیں ہے۔ ہم بھی اس بات کو زیرِ بحث نہیں لائیں گے۔ ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ آئینی ترمیم کے علی الرغم، میرا مذہب کچھ بھی ہو، آرڈیننس کی عائد کردہ پابندیوں کا جائزہ قرآن وسنت کی روشنی میں لیا جانا چاہئے۔ اور جو درخواست داخل کی گئی ہے اسے ہم ایک مذہبی فریضہ کے طور پر ملک وملّت کی خیرخواہی کے جذبہ سے ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جو قانون قرآن وسنت کے منافی ہو اسے ملکی قانون کا حصہ نہیں ہونا چاہئے اور کالعدم قرار دے دینا چاہئے تا کہ قوم کسی معصیت کا شکار ہونے سے اور قرآن وسنّت کے خلاف تعزیری قوانین نافذ کرنے کے وبال سے بچ جائے۔ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ تعزیری قوانین اگر قرآن وسنت سے متصادم ہوں تو قوم ایک بہت بڑے انتشار کا شکار ہوسکتی ہے کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف احکام کی اطاعت لازم نہیں۔

آغاز میں ہی عدالت کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ یہ ایک نہایت اہم اور تاریخی مقدمہ ہے اور اس مقدمہ کے فیصلہ سے پاکستان کی تاریخ پر بڑے گہرے اور دُوررس اثرات مرتب ہوں گے۔ اس مقدمے کے فیصلہ ہی سے وہ راہیں متعیّن ہوں گی جن پر آگے چل کر اس ملک میں اسلامی قانون کا نظام نافذ ہوگا۔ اس مقدمہ کے فیصلہ ہی سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ پاکستان میں مذہبی آزادی کا کس حد تک احترام کیا جائے گا اور کس حد تک اسے پامال ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس مقدمہ کے فیصلہ ہی سے یہ بات بھی واضح ہوگی کہ آیا اقتدارِ وقت کو شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ آبادی کے کسی حصہ کے مذہبی معاملات میں بلا روک ٹوک دخل اندازی کرے۔ اور اس مقدمہ کے فیصلہ پر ہی اس بات کا انحصار ہوگا کہ مذہب، مذہبی اعتقادات اور تعبّدی امور میں سیاسی اقتدارِ وقت کی دخل اندازی شرعًا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس مقدمہ کے فیصلہ کی روشنی میں ہی اس ملک عزیز کے دوسرے شہری اپنے مذہبی حقوق کے بارے میں اپنی امیدوں اور اپنے اندیشوں کا اس نظر سے جائزہ لیں گے کہ وہ اپنے پروردگار کے حضور عبادت بجالانے میں آزاد ہیں یا نہیں۔

زیرِ بحث درخواست پر اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کے لئے:

1۔ سب سے پہلے ازروئے قرآن وسنت اقتدارِ وقت کی قانون سازی کی حدود اور شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار کا جائزہ لیا گیا۔

2۔ اس کے بعد اس امر پر بحث کی گئی کہ قرآن فہمی کے اصول کیا ہیں اور قرآن وسنت کا مفہوم متعیّن کرنے کے لئے ہمیں کن اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے۔

3۔ اس کے بعد یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ مذہبی آزادی کے بارہ میں روح اسلام کیا ہے؟ کیونکہ زیرِ نظر آرڈیننس مذہبی معاملات سے متعلق ہے اور اس کا اس نظر سے جائزہ لیا جانا ضروری ہے کہ آیا وہ مذہبی آزادی کے اسلامی اصولوں سے متصادم تو نہیں؟

4۔ اس کے بعد آرڈیننس کی مختلف شقوں کا الگ الگ جائزہ لیا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ یہ قانون کس طرح سے اسلامی اصولوں اور نصوص سے متعارض ہے اور اس ضمن میں اذان، لفظ مسجد، بعض اصطلاحات، حق تبلیغ اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے حق کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس بات کا بھی جائزہ لیا کہ

5۔ آیا شریعت اسلامیہ کی رُو سے کسی ایسے فعل کو قابلِ تعزیر بنایا جاسکتا ہے جو اپنی ذات میں معصیت نہ ہو اور جسے شریعتِ اسلامی گناہ، مکروہ یا مذموم قرار نہ دیتی ہو۔

یہ امر بھی عدالت کے سامنے رکھا گیا کہ اس درخواست کے فیصلہ کرنے میں مندرجہ ذیل سوالات عدالت کے زیرِ غور آئیں گے جن پر عدالت کو کوئی فیصلہ دینا ہوگا۔

1۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق اور اجازت دیتا ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت کا اقرار اور اعلان کرے؟

2۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق اور اجازت دیتا ہے یا نہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دعویٰ میں سچا تسلیم کرے؟

3۔ کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق دیتا ہے یا نہیں کہ وہ قرآن حکیم کو ایک اعلیٰ نظام حیات سمجھ کر اسے واجب الاطاعت تسلیم کرے اور اس پر عمل کرے؟

4۔ اگر کوئی غیر مسلم قرآن کے احکام پر عمل کرنا چاہے تو کیا اسے اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

5۔ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو اس حق کی نفی قرآن کریم و سنّت میں کہاں ہے؟

6۔ ایسے شخص کے لئے اسلام کیا لائحہ عمل تجویز کرتا ہے جو گو عُرفًا مسلمان نہ ہو اور اسے قانونی حق نہ بھی ہو مگر دل و دماغ سے خدا کی وحدانیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقّانیت اور قرآن کی صداقت پر دل سے یقین رکھتا ہو۔

عدالت میں بڑی تفصیل کے ساتھ اور قوی اور مستند شواہد کے ساتھ اس آرڈیننس کے خلافِ قرآن وسنّت ہونے پر بحث کی گئی۔

وفاقی شرعی عدالت نے نہ تو اس بحث کی ریکارڈنگ کرنے کی سائلین کو اجازت دی اور نہ ہی اپنی طرف سے اس کی ریکارڈنگ مہیا کی۔ اور عدالت کی کارروائی کی اخبارات میں اشاعت بھی روک دی گئی۔

اور جیسا کہ پاکستان میں یہ ایک رویّہ بن گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائی میں تأثر تو یہ دیا جائے کہ جماعت کو ہر موقع دیا گیا مگر کارروائی یکطرفہ طور پر کروائی جائے۔ یہی کچھ وفاقی شرعی عدالت میں بھی ہوا۔ احمدی درخواست گزاروں کی طرف سے جو دلائل دیئے گئے اور جو حوالہ جات پیش کئے گئے اور ان سے جو استنباط کئے گئے وہ تو عوام کے سامنے نہ آئے۔ عدالت کی طرف سے ان کے ردّ میں قرآن وسنّت سے کوئی دلیل بھی نہیں دی گئی اور یکطرفہ طور پر ایک مختصر حکم جاری کردہ 12/اگست 1984ء کے ذریعہ اس درخواست کو خارج کر دیا اور مفصّل حکم 28/اکتوبر 1984ء کو سنایا جو 244/صفحات پر مشتمل تھا جس میں یکطرفہ طور پر جماعت کے خلاف زہریلا مواد عدالت کے فیصلہ میں شامل کیا گیا۔

اس مقدمہ کی بعض تفصیلات اور عدالتی فیصلہ پر محاکمہ کے بارہ میں جاننے کے لئے مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ کی حسب ذیل کتب ملاحظہ ہوں:

1۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء وفاقی شرعی عدالت میں
(www.alislam.org/urdu/pdf/Ordinance-XX-Shariat-Court.pdf)

2۔ Error at the Apix
(www.thepersecution.org/archive erratapex/index.html)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وفاقی شرعی عدالت کی دینی حیثیت اور شریعت کورٹ کے فیصلہ پر اپنے 17/اگست 1984ء اور 14/ستمبر 1984ء اور 02/نومبر 1984ء کے خطباتِ جمعہ میں سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ ان کا مطالعہ بھی قارئین کے لئے مفید اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔

(نوٹ: یہ تمام خطبات 'خطباتِ طاہر' کے نام سے مذکورہ تاریخوں کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ www.alislam.org پر دستیاب ہیں۔)

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے 26/ اپریل 1984ء کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی طرف سے جاری ہونے والا نہایت ظالمانہ اور رُسوائے زمانہ آرڈیننس 20 جماعت احمدیہ کی اساس اور مرکزیت پر ایک نہایت خوفناک اور شدید حملہ تھا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ احمدیت تو حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو جماعت احمدیہ کے خلاف اس آرڈیننس کا اجراء اسلام کی بنیادوں پر حملے اور اسلام کے شجرۂ طیبہ کی جڑوں پر تبر چلانے کے مترادف تھا اَور ہے۔ (ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا اور اس آرڈیننس کو نفاذ اسلام کی مہم کے طور پر پیش کیا گیا)۔

جنرل ضیاء اور اس کے ہمنوا مُلّاؤں اور سیاستدانوں کا خیال ہوگا کہ ان ظالمانہ قوانین سے مرعوب ہو کر احمدی اسلام سے اپنا تعلّق توڑ لیں گے۔ وہ خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے باز آجائیں گے۔ وہ قرآن کریم کی تلاوت اور قرآنی احکامات کی اطاعت چھوڑ دیں گے۔ وہ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں ہونے والے مظالم کو برداشت نہیں کرسکیں گے اور اسلامی تعلیمات پر عمل اور اسلامی اخلاق و اقدار سے عاری ہو جائیں گے۔ یا ان کی اپنے امام اور خلیفہ سے وابستگی کمزور پڑ جائے گی اور یُوں یہ جماعت منتشر ہو کر نابود ہو جائے گی۔ لیکن 26/اپریل

1984ء کے بعد کا ہر دن اور ہر لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ قانون کی موجودگی میں اور ہر طرح کے حکومتی اور حکومت کی سر پرستی میں ہونے والے ظلم وتشدّد کے باوجود معاندین احمدیت کو اپنے تمام مذموم مقاصد اور بد ارادوں میں سخت ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اور خلافت حقّہ اسلامیہ کے زیرِ سیادت افرادِ جماعت احمدیہ پاکستان نے اسلام اور ارکانِ اسلام کی عزت وتوقیر اور شعائر اسلام کی عظمت کی حفاظت کے لئے بڑی جرأت و بہادری اور بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ایسی قابلِ رشک قربانیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جنہوں نے اسلام کے دَورِ اوّل میں صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر دی۔ اس ظالمانہ قانون کے حوالہ سے ہزارہا احمدیوں کو شدید ذہنی وجسمانی، قلبی و روحانی اذیتیں دی گئیں۔ انہیں جھوٹے مقدمات میں ملوّث کیا گیا۔ گلیوں میں گھسیٹا گیا، ان کے اموال لُوٹے گئے، گھروں کو جلایا گیا۔ ان کی مساجد سے اور ان کے گھروں سے کلمہ طیبہ کو نہایت بے دردی سے حکومتی کارندوں نے خود مٹایا۔ اور کبھی اس غرض سے عیسائیوں سے بھی مدد لی اور اپنی نگرانی وسرپرستی میں ان سے کلمہ طیّبہ کو مٹوایا۔ لیکن وہ احمدیوں کے دل سے خدا اور رسولؐ کی محبت کو نوچ نہیں سکے۔ احمدیوں نے کلمۂ شہادت کی عزت وعظمت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی کے پیش کرنے میں ادنیٰ سا بھی تردّد نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے، اپنے خون سے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ انہوں نے اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ کا نمونہ دکھاتے ہوئے ظلم کے ہر وار پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح زیادہ قوّت اور شدّت کے ساتھ توحید کی آواز بلند کی اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ؎

جو تپتی ریت پہ بھونا گیا ہو مثل بلالؓ
اُسی کا حق ہے اذاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

جنرل ضیاء کا یہ ظالمانہ آرڈیننس احمدیوں کا مسجدوں سے تعلق بھی نہیں توڑ سکا۔ اگرچہ احمدیوں کی متعدد مساجد کو منہدم بھی کیا گیا۔ کئی مساجد کو مقفّل کر دیا گیا اور انہیں مسجدوں سے روکنے اور عبادت سے باز رکھنے کے لئے مختلف ظالمانہ اقدامات بھی کئے گئے مگر اس پہلو سے بھی معاندین کی کوششوں کا نتیجہ ان کی خواہشات کے بالکل برعکس نکلا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس آرڈیننس کے چند ہفتوں بعد اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍مئی 1984ء میں فرمایا:

”ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ہمیشہ ان باتوں کے اُلٹ نتائج ظاہر کئے ہیں جو ہمارے خلاف دشمنوں نے مکر اور تدبیریں کیں۔ احمدیت کی تاریخ میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جب کہ دشمن کے ارادوں کے وہ نتائج ظاہر ہوئے ہوں اور ان کی تدابیر کے وہ نتائج برآمد ہوئے ہوں جو مقصد تھا ان کا کہ ہم یہ کریں گے تو یہ نتیجہ نکلے گا... انہوں نے جب بھی جماعت احمدیہ کے مال لُوٹے ہیں جماعت کے اموال میں برکت ہوئی۔ جب مسجدوں کو منہدم کیا ہماری مسجدوں میں برکت ہوئی۔ ہمارے نفوس ذبح کئے ہمارے نفوس میں برکت ہوئی۔ جب قرآن کریم جلائے احمدیوں کے پکڑ کر، حالانکہ وہی قرآن تھا جو محمد مصطفی ﷺ کا قرآن تھا تو قرآن کی اشاعت میں بے شمار برکت ہوئی۔ جب انہوں نے تبلیغ پر پابندیاں لگائیں تو تبلیغ میں برکت ہوئی۔ تو آپ دیکھ لیں کہ جب 1974ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ یہ غیر مسلم ہے تو اس سے پہلے یہ علما اس بات کو کھول چکے تھے کہ واقعہ یہ ہے کہ لوگ بھولے پن میں دھوکے میں آکر احمدی ہو رہے ہیں۔ جب تک ان پر مسلمان کا لیبل لگا ہوا ہے وہ ہوتے رہیں گے۔ جب مسلمان کا لیبل ہٹا دیں گے تو پھر دیکھنا کہ کس طرح لوگ رُک جاتے ہیں، کسی کو جرأت نہیں ہوگی کسی کو ہمت نہیں ہوگی کہ غیر مسلم کا بورڈ آگے لگا ہوا ہو اور پھر حد کراس کر کے پار اتر کر وہ غیر مسلموں میں شامل ہو جائیں۔ لیکن ان کی ہر تدبیر کا خدا نے ہمیشہ اُلٹ نتیجہ نکالا اور 74ء کے بعد اتنی تیز رفتاری پیدا ہو گئی تبلیغ میں کہ ان کی عقلیں گم ہو گئیں۔ سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ جتنی بڑی دیوار بناتے ہیں اتنی بڑی بڑی چھلانگیں لگا کر لوگ پار اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جتنا کریہہ المنظر بورڈ آویزاں کرتے ہیں اتنا ہی ذوق اور شوق اور محبت کے ساتھ لوگ ان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ یہی واقعہ تھا۔ یہ گواہی ہے آج جو کچھ ہو رہا ہے اس حق میں کہ جو مَیں کہہ رہا ہوں وہ سو فیصدی درست بات ہے۔ ان کو سمجھ آگئی کہ ہماری ہر تدبیر الٹ ہو گئی ہے۔ ہر تدبیر ناکام ہو گئی ہے۔ اس لئے اب آگے بڑھو اور اور روکیں کھڑی کرو۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ہر روک کو توڑنا جانتا ہے۔ جتنی روکیں تم کھڑی کرو گے اتنی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اَور لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے اور یہی ہو کر رہے گا...“۔

(خطباتِ طاہر جلد 3؍صفحہ 258-259)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

”عبادت کو روکنے کی انہوں نے کوشش کی ہے... تمام دنیا میں ہر احمدی اپنی عبادت کے معیار کو بلند کر دے۔ یعنی اپنے عجز کو، عجز کے معیار کو ایسا بلند کرے کہ خدا کے حضور اَور زیادہ جھک جائے، اس کی روح سجدہ ریز رہے خدا کے حضور اور وہ اپنی زندگی کو عبادت میں ملا جلا دے ایسے گویا کہ اس کی زندگی عبادت بن گئی ہو۔ عبادت والوں کو خدا کبھی ضائع نہیں کیا کرتا اور عبادت سے روکنے والوں کو کبھی خدا نے پنپنے نہیں دیا... وہ کہتے ہیں کہ ہم عبادت سے روکیں گے تو ہم عبادت میں پہلے سے بڑھ جائیں گے یہی جواب ہونا چاہئے... ہمارا ردعمل تو وہی ہوگا جو الٰہی جماعتوں کا ہوا کرتا ہے ... ایک مذہبی جماعت کا اوّل ردِّعمل یہ ہوتا ہے کہ جب خدا سے دُور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ اَور خدا کے قریب ہو جاتی ہیں۔“

(خطباتِ طاہر جلد 3؍صفحہ 260)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احمدیوں کا مسجدوں کے ساتھ رابطہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا۔ اپنے پیارے امام کی شب وروز کی توجہات اور آپ کے پُر معارف خطابات اور بابرکت رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں احمدیوں کا نمازوں کے قیام اور عبادات اور دعاؤں میں شغف پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ ان کی عبادتوں کا معیار ظاہری لحاظ سے بھی بلند ہوا اور باطنی لحاظ سے بھی وہ تعلق باللہ میں زیادہ مستحکم ہوتے چلے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”نمازوں سے روکنے کی طرف انہوں نے توجہ کی تو اس قدر ایک طوفان آگیا ہے روحانیت کا کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ چھوٹے چھوٹے بچے خط لکھتے ہیں اور رو رو کر وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے آنسوؤں سے یہ خط لکھ رہے ہیں کہ خدا کی قسم ہمیں ایک نئی روحانیت عطا ہو گئی۔ ہم تہجدوں میں اٹھنے لگے۔ ہماری عبادتوں کی کیفیت بدل گئی ہے۔ اس جماعت کو کون مار سکتا ہے جس کے مقابل پر ہر تدبیر خدا نے الٹا دی ہو؟ عبادتوں پر حملہ کیا تو جن بچوں کے متعلق آپ تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے وہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھا کرتے تھے آج وہ تہجد میں اٹھ کر روتے ہیں اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں اور نمازوں کا لطف حاصل ہو گیا ہے ان کو۔ تو یہ تو بہرحال خدا کی ایک ایسی تقدیر ہے جو نہیں بدل سکتی۔ ساری کائنات مل کر زور لگا لے اس تقدیر کو کوئی نہیں بدل سکے گی۔ جتنی یہ مخالفتوں میں زیادہ بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر اس سمت میں برکت دے گا جس سمت میں یہ روکنے کی کوشش کریں گے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 3؍صفحہ 259)

حضور رحمہ اللہ نے 30؍اپریل 1984ء کو پاکستان سے لندن پہنچنے پر جو پہلا خطاب افرادِ جماعت سے فرمایا اس میں اس آرڈیننس کے پس منظر اور معاندین احمدیت کے بد ارادوں اور پاکستان کے احمدیوں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت ہوئی ہو اور اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کمزور ہوئی ہو۔ اور اتنی ذلیل اور کمینی اور اتنی ظالمانہ مخالفت آج تک کبھی نہیں ہوئی۔ اس لئے لازماً خدا کی تقدیر نے اسے بہانہ بنانا ہے اپنے فضلوں کا۔ اور ایسے فضل فرمائے گا کہ آپ کے تصوّر میں بھی نہیں آسکتے۔“

اسی طرح آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 1984ء میں فرمایا:

”دشمن تو ہمیں مارنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ ہمیں کچھ اَور نظر آرہا ہے۔ بالکل الٹ نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ زیادہ قوت، زیادہ شان کے ساتھ جماعت آگے بڑھ رہی ہے... مَیں امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہمیشہ دشمن کو اس کی مخالفت اس کی توقع سے بہت زیادہ مہنگی پڑی ہے یہ مخالفت، اتنی مہنگی پڑے گی، اتنی مہنگی پڑے گی کہ نسلیں ان کی پچھتائیں گی جو دشمن رہیں گی۔ اور آپ کی نسلیں دعائیں دیں گی ایک وقت آکر ان لوگوں کو جن کی بے حیائی کے نتیجہ میں اللہ نے اتنے فضل ہمارے اوپر فرمائے ہیں۔ ایک یہ بھی طریق ہوتا ہے جواب کا کہ ہم دعا دیتے ہیں ظالم تجھے کہ تیرے ظلم کے نتیجہ میں اتنے فضل خدا نے ہم پر نازل فرما دیئے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 3؍صفحہ 292-293)

مخالفین کا خیال تھا کہ یہ جماعت اس ظالمانہ قانون کے سامنے جھک جائے گی اور اسلام سے اپنا ناطہ توڑ لے گی لیکن خدا نے ہر پہلو سے جماعت احمدیہ کو برکت عطا فرمائی اور سرفراز فرمایا۔ جبکہ وہ ملک جہاں یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا گیا وہ دینی، دنیاوی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی ہر لحاظ سے دن بدن تنزّلی اور انحطاط کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اور وہ شخص جس نے یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا تھا آج کے دانشور اس کا نہایت ذلّت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اسے ملک میں رائج تمام برائیوں کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ خود اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی تقدیر جس رنگ میں ظاہر ہوئی اور وہ عبرت کا نشان بنا، اس کا بھی کسی قدر ذکر کتاب میں اگلے صفحات میں آئے گا۔

الغرض جب سے جنرل ضیاء نے پاکستان میں اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے والا یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا ہے اس ملک کو ہر طرف سے بلائیں آکے گھیرتی چلی گئیں۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍ستمبر 1991ء میں فرمایا تھا:

”کوئی انسانی زندگی کا ایسا پہلو نہیں ہے جس میں امن رہ گیا ہو۔ کوئی انسانی تعلقات کا دائرہ نہیں ہے جو گندہ نہ ہو چکا ہو۔ ہر وہ شہری جو پاکستان میں کسی پہلو سے زندگی بسر کر رہا ہے، اس کے کوئی نہ کوئی حقوق کسی اَور نے سلب کئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی شخص نے نہیں کیے تو حکومت نے سلب کیے ہیں۔ حکومت نے نہیں کیے تو کسی قوم نے کر لئے ہیں۔ کسی نہ کسی پہلو سے ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ آزادی سے سانس نہیں لے رہا۔ مجبور اور بے اختیار ہے اور بے بس ہے اور ظلم اتنا پھیل گیا ہے، اتنا گہرائی میں جا چکا ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی عزت بھی محفوظ نہیں۔ معصوم بچیوں کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی۔ اغوا ہو رہے ہیں... چوری، اُچکّا پن، ڈاکے، بددیانتی، عدالتوں میں جھوٹ، کوئی ایک سلسلہ بھی پاکستانی زندگی کا ایسا نہیں رہا جہاں اسلام جاری و ساری دکھائی دیتا ہو۔ اور کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی علامات ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہیں... بدیوں اور معاصی اور بے اطمینانی اور بدامنی کا ایک سیلاب ہے جس میں ساری قوم غرق ہوئی پڑی ہے اور ان کو یہ علم نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔“

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 27؍ستمبر 1991ء)

جماعت احمدیہ کے افراد پر مقدّمات کی ایک جھلک

پاکستان میں آرڈیننس 20 کے اجراء کے بعد افرادِ جماعت احمدیہ پر مختلف نوعیت کے ہزاروں مقدّمات درج کروائے گئے۔ مقدّمات میں احمدیوں کو سزائیں سنائی گئیں۔ بیشتر مقدمات ایسے ہیں جو گنتی کے چند بدبخت مولویوں کی شکایت پر پولیس نے درج کئے۔ مثلاً کسی مولوی نے جماعت احمدیہ کی مسجد پر کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ تحریر شدہ دیکھا تو جھٹ پولیس میں شکایت کی کہ کلمہ کو دیکھ کر اس کے مذہبی جذبات مجروح ہو گئے ہیں۔ یا کسی احمدی کے سینہ پر کلمہ طیّبہ کا بیج سجا دیکھا یا ہاتھ میں اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ والی انگوٹھی دیکھی یا منہ سے 'اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ' یا درود شریف سُنا یا قرآنی آیات کی تلاوت اس کے کان میں پڑی تو فوراً ان کی رگِ شرارت پھڑکی اور انہوں نے تھانے کا رُخ کیا کہ احمدی نے ان حرکات سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

یُوں بھی ہوا کہ ان بدبختوں نے جماعت کے اخبار روزنامہ الفضل یا دیگر احمدی جرائد پر کوئی قرآنی آیت تحریر شدہ دیکھی یا ان میں درج حدیث شریف پڑھی یا کسی وفات یافتہ شخص کے ساتھ ”مرحوم“ یا ”مرحومہ“ کا لفظ لکھا ہوا دیکھا یا پھر کسی احمدی کی چٹھی کے اوپر 'بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ' کے الفاظ پڑھے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور طیش میں آگئے کہ احمدی اللہ کا نام کیوں لے رہا ہے۔ اسلامی اصطلاحیں کیوں استعمال کر رہا ہے اور ان کے خلاف تھانہ میں رپٹ درج کروا کے ہی دَم لیا۔

پھر ایسا بھی ہوا کہ کسی احمدی کو حوالات میں بند کرا دیا گیا۔ تھانہ میں علاقہ کے بڑے مولوی پہنچے اور دباؤ ڈالا کہ اس شخص سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ عدالتوں کا گھیراؤ کیا کہ احمدیوں کی ضمانت نہیں ہونے

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مسلمان دنیا اس وقت سب سے زیادہ فسادوں کی نذر ہو رہی ہے۔ ان کے دینی اور دنیاوی رہنما انہیں اندھیروں میں دھکیل رہے ہیں اور آپس میں ایک ہی ملک کے رہنے والے شہری ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اور اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی دنیا خاص طور پر غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے گروہوں کو لڑانے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے جنگی سازو سامان بھی دے رہی ہیں اور فوجی مدد بھی دے رہی ہیں۔ پس یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اور یہ حالت جہاں ہمیں اپنے لئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے، عامّۃ المسلمین کے لئے جنہوں نے نہیں مانا، ان کے لئے دعاؤں کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے وہاں ہمیں اس بات کی بھی ضرورت ہے، اس طرف توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ اپنی عملی حالتوں کو ویسا بنائیں، اپنی روحانی حالتوں کو ویسا بنائیں جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات کا تذکرہ جن میں آپ نے جماعت کو اپنی حالتوں کو بہتر بنانے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت کرنا اور صرف اس کی رضا کو حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی احمدی ہونے کا مقصد بھی حاصل ہو گا۔

قرآن کریم پر غور اور فکر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی تھی اسی طرح آپ کی کتب کو بھی پڑھنے اور دینی علم بڑھانے کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے اور اسی طرح خلافت سے تعلق جوڑنے کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو ایم ٹی اے کی نعمت دی ہے اس کے ذریعہ رابطہ قائم کرنا چاہئے اور خلیفۂ وقت کے جو تمام پروگرام ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جو لوگ اس تعلق کو ایک خاص توجہ سے قائم رکھے ہوئے ہیں، بہت سارے لوگ ہیں ایم ٹی اے سنتے ہیں اور ایم ٹی اے سے تعلق ہے ان کے مجھے خطوط آتے ہیں کہ ان کے ایمان و یقین میں اس تعلق کی وجہ سے ترقی ہوئی ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جس سے ہر احمدی کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' کو بار بار پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔
اس کے لئے اس کو جہاں پڑھنے اور سنانے کا جماعتوں میں انتظام ہونا چاہئے اور اسی طرح ایم ٹی اے میں بھی پڑھنے کا انتظام ہونا چاہئے۔
ہر ایک کو اس کو اپنی زندگی کا حصہ بھی بنانا چاہئے۔ خود بھی پڑھنی چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کریں اور پاکستانیوں کو خود بھی اپنے متعلق اور اپنے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔ عمومی طور پر ملک کے اندر بھی مولویوں کی وجہ سے جو فساد دوبارہ برپا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ملک کو بھی محفوظ رکھے۔ عام طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں بڑی تیزی سے یہ اب جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13؍اپریل 2018ء بمطابق 13؍شہادت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت، پیدروآباد، سپین

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس زمانے میں دنیا میں ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہے۔ کہیں دین کے نام پر فساد برپا ہے تو کہیں دنیاوی طاقت اور برتری ثابت کرنے کے لئے فساد برپا ہے۔ کہیں غربت اور امارت کے مقابلے کی وجہ سے فساد ہو رہا ہے تو کہیں سیاسی جماعتوں کے حکومتی اختیارات سنبھالنے کے لئے فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ کہیں گھروں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے اور فساد ہیں تو کہیں ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے۔ کہیں نسلی برتری ثابت کرنے کے لئے فساد کی کوششیں کی جا رہی ہیں تو کہیں اپنا حق لینے کے لئے غلط طریق اختیار کر کے فتنہ و فساد کی کوشش کی جا رہی ہے۔

غرض کہ جس پہلو سے بھی دیکھیں دنیا فتنہ و فساد میں گھری ہوئی ہے۔ نہ غریب اس سے محفوظ ہے، نہ امیر اس سے محفوظ ہے۔ نہ ترقی یافتہ ممالک اس سے محفوظ ہیں، نہ کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک اس سے محفوظ ہیں۔ گویا کہ انسان جو اپنے آپ کو اس زمانے میں بڑا ترقی یافتہ سمجھ رہا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ یہ علم اور عقل اور روشنی کا زمانہ ہے، حقیقت میں اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول کر دنیا کی تلاش اور اسے ہی اپنا معبود سمجھ کر، اسے ہی اپنا رب سمجھ کر تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھ رہا ہے بلکہ اس کے قریب پہنچ چکا ہے۔ ایسے حالات میں غیر مسلم دنیا کا دنیا کی چکا چوند میں ڈوبنا تو کچھ حد تک انسان سمجھ سکتا ہے کیونکہ ان کے دین میں تو بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ان کا دین جامع اور مکمل حل پیش نہیں کرتا۔ لیکن مسلمانوں پر حیرت ہے جن کے پاس ایک جامع اور مکمل کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اس زمانے کے امام کو بھیجا ہے جس نے علماء کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے قرآن کریم کی تفسیروں میں یا دین میں جو اختلافات اور غلط

رنگ پیدا کر دیا تھا اس کی اصلاح کرنی تھی۔ لیکن بجائے اس کے کہ مسلمان خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی بات سنیں اور اس بات کی طرف آئیں جو اختلافات اور فسادات کو ختم کرنے والی بات ہے، مسلمانوں کی اکثریت دین کے نام پر فساد پیدا کرنے والے علماء کے پیچھے چل پڑی ہے اور ان کے پیچھے چل کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو دنیا کے فساد کو ختم کرنے کے لئے اور آپس میں محبت اور بھائی چارہ پیدا کرنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کے پہچاننے کے لئے ایک انتظام کیا تھا۔ لیکن مسلمان اس طرف توجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان دنیا اس وقت سب سے زیادہ فسادوں کی نذر ہو رہی ہے۔ ان کے دینی اور دنیاوی رہنما انہیں اندھیروں میں دھکیل رہے ہیں اور آپس میں ایک ہی ملک کے رہنے والے شہری ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اور اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی دنیا خاص طور پر غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے گروہوں کو لڑانے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے جنگی سازوسامان بھی دے رہی ہیں اور فوجی مدد بھی دے رہی ہیں۔ پس یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اور یہ حالت جہاں ہمیں اپنے لئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے، عامّۃ المسلمین کے لئے جنہوں نے نہیں مانا، ان کے لئے دعاؤں کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے وہاں ہمیں اس بات کی بھی ضرورت ہے، اس طرف توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ اپنی عملی حالتوں کو ویسا بنائیں، اپنی روحانی حالتوں کو ویسا بنائیں جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہماری عملی حالتیں ایسی نہیں ہیں جیسا آپ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو جائیں جو فتنہ و فساد میں مبتلا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلسل اور بار بار اپنی جماعت کے افراد کو نصیحت فرمائی ہے کہ تمہاری حالتیں بیعت کے بعد کیسی ہونی چاہئیں؟ اس کے لئے تم نے کیا طریق اختیار کرنے ہیں یا کرنے چاہئیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اس وقت میں پیش کروں گا جو ان باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں اس لئے ہمیں ان کو غور سے سننا چاہئے۔ یہ نہ سمجھیں کہ پہلے بھی کئی مرتبہ سن چکے ہیں یا پڑھ چکے ہیں۔ پڑھ کے اور سن کے بھی بھول جاتے ہیں۔ جس تواتر سے اور جس طرح مختلف پیرائے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ باتیں بیان کی ہیں اور سالوں میں پھیلی ہوئی مجالس میں بار بار جماعت کو اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی تلقین کی ہے یہ اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کو اپنی جماعت کی کس قدر فکر تھی کہ کہیں وہ اپنے مقصد کو بھول نہ جائیں۔ کہیں بیعت کے بعد پھر ان میں بگاڑ نہ پیدا ہو جائے۔ پھر وہ اندھیرے کی طرف نہ بڑھنے شروع ہو جائیں۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں جب کہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پرواہ نہیں ہے‘‘۔ نہ یہ پتہ ہے کہ ہمارے کیا حق ہیں اور کس طرح ہم نے ادا کرنے ہیں نہ ان باتوں کی پرواہ ہے جس کی ان کو تلقین کی گئی تھی یا جس کی خود وہ وصیت کرتے ہیں یا ان کو وصیت کی گئی۔ ’’دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلہ میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں‘‘۔ ذرا سی بات ہوئی تو نفسانی جذبات غالب آ گئے۔ ’’اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور کر رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے‘‘۔ اگر گناہ نہیں کر رہے تو اس لئے کہ کمزور ہیں۔ ڈرتے ہیں کہیں پکڑے نہ جائیں اور سزا نہ ملے۔ ’’مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس کے مرتکب ہوتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’آج اس زمانے میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اَور فصل پیدا کر دیتا ہے‘‘۔ ایک نسل خراب ہو رہی ہے، ایک فصل خراب ہو رہی ہے تو اور فصل پیدا کر دیتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اگر ایک نسل تباہ ہو گی یا کچھ لوگ تباہ ہوں گے یا ایک قوم تباہ ہو گی تو اور قومیں پیدا کر دے گا اور پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ ’’وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10)‘‘۔ کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے، اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ ’’بہت سا حصہ احادیث کا بھی موجود ہے۔ اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضا نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے‘‘۔ اگر برائیاں پھیل رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا تھا، اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا تقاضا تھا کہ اس میدان کو دوبارہ ایسے لوگوں سے بھرے یا ایسے لوگ پیدا کرے جو پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کا اجرا کرنے والے ہوں۔ دین کو پھیلانے والے ہوں۔ دین پر عمل کرنے والے ہوں۔ آپ فرماتے ہیں ’’ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے اور لوگ ایسے ہی دُور رہیں۔ اس لئے اب ان کے مقابلے میں خدا تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اور اسی لئے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 396-395۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر صحیح بیعت کی ہے تو احمدی کو زندوں میں شامل ہونا ہو گا، روحانی زندوں میں شامل ہونا ہو گا ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔ کیا یہ نئی قوم، صرف منہ سے کہہ دینے سے ہم نئی قوم بن جائیں گے؟ نہیں۔ بلکہ اس کے لئے عملی حالتوں کی تبدیلی اور سچا تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے تبھی ہم وہ نئی قوم بن سکتے ہیں جو اسلام کی حقیقت کو سمجھنے والی ہے۔ تبھی وہ لوگ بن سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہیں۔ تبھی ہم اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے والے ہو سکتے ہیں۔

اسلام کی حقیقت کیا ہے اور اسے ہم کس طرح حاصل کر سکتے ہیں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرّفات کے نیچے آ جانے کا نام ہے اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالیٰ کے حضور رکھ دیتا ہے بدُوں کسی امید پاداش کے‘‘ (بغیر کسی امید کے، بغیر کسی انعام کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا چاہتا ہے)۔ ’’مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحۡسِنٌ (البقرۃ:113)۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے اور سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں وہ بمشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو‘‘۔ اگر کوئی نیکیاں کرنی ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ہمارے پہ بڑا بوجھ پڑ گیا بلکہ ہر نیک کام کرنے میں انسان کو ایک لذت، ایک مزا آنا چاہئے۔ خوشدلی سے کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ ’’جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے‘‘۔ فرماتے ہیں ’’حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولیٰ پیدا کرنے والا اور محسن ہے اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ سچے مسلمان کو اگر کہا جاوے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں، نہ لذات ہیں تو وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز چھوڑ نہیں سکتا‘‘۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے بے نفس محبت جو آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بدلے کے لئے نہیں، دوزخ کے ڈر سے نہیں، جنت کو حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خالص محبت ہونی چاہئے۔ چاہے کچھ بھی نہ ملے تب بھی اللہ تعالیٰ سے محبت ہو۔ ’’کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بناء اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ ہی کی شناخت، اس کی محبت اور اطاعت کے لئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اس کا ہے ہی نہیں۔ اسی لئے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صرف کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے‘‘۔ جب بے نفس ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آتا ہے۔ پھر صحیح تعلق پیدا ہوتا ہے۔ ’’بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی‘‘ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر نظر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عشق میں اپنی حالت کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’میں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلایا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دکھ کی صورت میں دلایا جاوے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھ کر دکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے...‘‘۔

فرمایا کہ ’’ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لئے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسائش اور آرام کا وعدہ دیا جاوے‘‘۔ فرماتے ہیں ’’پس حقیقی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جاوے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بنا پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو پھر وہ محبت بجائے خود اس کے لئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے۔ کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے۔ اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی

تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 181 تا183۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت کے بارہ میں یہ امید اور توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کامل اطاعت کرنا اور صرف اس کی رضا کو حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن یہ ایسا امر ہے جس کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ تبھی احمدی ہونے کا مقصد بھی حاصل ہوگا۔ چنانچہ آپ نے خود ہی یہ سوال اٹھایا کہ کیا اطاعت ایک سہل امر ہے؟ آسان بات ہے؟ پھر فرماتے ہیں کہ

’’جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو‘‘۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 74۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو محض اسم نویسی سے کوئی جماعت میں داخل نہیں‘‘۔ صرف نام لکھوانے سے جماعت میں داخل نہیں ہو جاتے ’’جب تک وہ حقیقت کو اپنے اندر پیدا نہ کرے‘‘۔ فرمایا ’’آپس میں محبت کرو۔ اتلاف حقوق نہ کرو‘‘۔ ایک دوسرے کے حق نہ مارو ’’اور خدا کی راہ میں دیوانہ کی طرح ہو جاؤ تا کہ خدا تم پر فضل کرے۔ اس سے کچھ باہر نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 75 حاشیہ۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے واضح فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے کامل ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی عملی مثال ایسی ہی ہے جیسے زبان سے صرف شیرینی یا مصری کہہ دینا یا میٹھا میٹھا کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوجاتا جب تک میٹھا کھایا نہ جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت اور توحید کا زبانی اقرار فائدہ نہیں دے گا جب تک عملی حصہ نہ ہو اور عملی حصہ اسی وقت ثابت ہوگا جب دنیا کو مقدم کرنے کا بوجھ اتار کر دین کو مقدم کرو گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو پھر دین کو مقدم کرو۔ اگر خدا کو خوش کرنا ہے تو دین کو مقدم کرو۔ دین تمہاری ترجیح ہونی چاہئے۔ آپ نے انذار فرمایا کہ اگر تمہارے اندر وفاداری اور اخلاص نہیں ہے تو تم جھوٹے ہو اور ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جس میں وفاداری نہیں ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا۔ اس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد3 صفحہ 188 تا190۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہ کس طرح تم یہ حاصل کر سکتے ہو اور صحابہ نے کس طرح اسے مقدم رکھا اور تمہیں کس طرح اس کی کوشش کرنی چاہئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے‘‘ (یا دنیاوی کام کرنا منع ہے۔) ’’نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے‘‘۔ شیطان ان پر حملہ آور نہیں ہو سکا، شیطان ان پر قابو نہیں پا سکا۔ دنیاوی کام بھی کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ یاد رہتا تھا۔ ’’کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا‘‘۔ آپ نے فرمایا ’’میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ۔‘‘ کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچائے گی۔ فرمایا کہ ’’سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔ پس مَیں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ۔‘‘ فرمایا کہ ’’میں زیادہ امید ان پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پا لے۔‘‘ یعنی جن میں مستقل مزاجی نہیں ہے تو پھر دین دنیا پر مقدم نہیں رہ سکتا۔ پھر سستیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ انسان شیطان کے قبضہ میں چلا جاتا ہے۔ فرمایا کہ ’’اس لئے کبھی سست نہیں ہونا چاہئے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہئے تا کہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے۔‘‘ اگر کوئی کسی بات کو نہیں مانتا، غیر ہیں تو ان کو تبلیغ کرنی چاہئے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بھی پوچھیں ’’اور عملی ترقی کے لئے بھی‘‘۔ ایک مومن جو ہے اگر اس کو عملی ترقی کرنی ہے تو علم حاصل کرنا چاہئے اور سوال پوچھنے چاہئیں۔ فرمایا کہ ’’جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے‘‘۔ فرمایا کہ ’’قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 194-193۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک موقع پر جماعت کو تقویٰ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمیں جس بات پر مامور کیا ہے وہ یہی ہے۔‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس بات کے لئے بھیجا ہے وہ یہی ہے ’’کہ تقویٰ کا میدان خالی پڑا ہے۔ تقویٰ ہونا چاہئے۔ نہ یہ کہ تلوار اٹھاؤ۔‘‘ تلواریں نہیں اٹھانی لوگوں کے سر نہیں اڑانے۔ جس طرح آجکل بعض تنظیمیں یا دہشت گرد گروہ اسلام کے نام پر کر رہے ہیں بلکہ دین پھیلانا ہے۔ دین کی تبلیغ کرنی ہے۔ تربیت کرنی ہے۔ تو پہلے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو۔ تقویٰ ہوگا تو سارے کام بھی آہستہ آہستہ شروع ہو جائیں گے۔ فرمایا تلوار نہیں اٹھانی۔ ’’یہ حرام ہے۔ اگر تم تقویٰ کرنے والے ہو گے تو ساری دنیا تمہارے ساتھ ہوگی۔ پس تقویٰ پیدا کرو۔ جو لوگ شراب پیتے ہیں یا جن کے مذہب کے شعائر میں شراب جُزوِ اعظم ہے ان کو تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ نیکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو ایسی خوش قسمت دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ بدیوں سے جنگ کرنے والے ہوں اور تقویٰ اور طہارت کے میدان میں ترقی کریں یہی بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں ہو سکتی‘‘۔ تلوار سے جنگ نہیں کرنی۔ پہلے تقویٰ پیدا کرنے کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرنی ہے پھر دوسروں کو بھی انسان پیغام پہنچا سکتا ہے اور اس سے لوگ پھر ناراض بھی نہیں ہوں گے۔ فرمایا کہ ’’اس وقت کُل دنیا کے مذاہب کو دیکھ لو کہ اصل غرض تقویٰ مفقود ہے اور دنیا کی وجاہتوں کو خدا بنایا گیا ہے۔ حقیقی خدا چھپ گیا ہے اور سچے خدا کی ہتک کی جاتی ہے۔ مگر اب خدا چاہتا ہے کہ وہ آپ ہی مانا جاوے اور دنیا کو اس کی معرفت ہو۔ جو لوگ دنیا کو خدا سمجھتے ہیں وہ متوکّل نہیں ہو سکتے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ 358-357۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ دنیاوی مقاصد کی طرف تو ہماری زیادہ توجہ نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے تو پھر دین کو مقدم کرنا ہوگا اور دنیاوی مقاصد کو پسِ پُشت ڈالنا ہوگا۔ پس یہ ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم دین کو مقدم کر رہے ہیں یا دنیا ہمارے دین پر غالب آ رہی ہے۔ تقویٰ میں ہم بڑھ رہے ہیں یا تقویٰ کی کمی ہو رہی ہے۔

اپنی روحانیت بڑھانے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے ساتھ اپنے دینی علم کو بڑھانے کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ

’’مُرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں۔ جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح مُرید اپنے مرشد سے۔ لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم میں قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال مرید کا ہے‘‘۔ استاد سے یا اپنے ٹیچر سے ایک سٹوڈنٹ صرف تعلق رکھتا ہے، اس سے واقف ہے اور علم حاصل نہیں کر رہا یا اس کی باتوں پہ عمل نہیں کر رہا تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ مرید اور مرشد کے تعلق میں صرف یہ کہہ دینا کہ میرا تعلق ہے اس سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک ان باتوں پر عمل نہیں کرو گے جو تمہیں کہی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ’’پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کر کے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے۔ طالب حق کو ایک مقام پر پہنچ کر ہرگز ٹھہرنا نہیں چاہئے ورنہ شیطانِ لعین اَور طرف لگا دے گا۔ اور جیسے بند پانی میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ (پانی کچھ عرصہ کھڑا رہے تو پھر اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے) ’’اسی طرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے۔‘‘ اگر صحیح مومن ہو تو ترقی کی طرف قدم بڑھنا چاہئے۔ ایک جگہ کھڑے رہے تو پھر کھڑے نہیں رہو گے بلکہ گر جاؤ گے، نیچے چلے جاؤ گے۔ فرمایا کہ ’’پس سعادت مند کا فرض ہے کہ وہ طلبِ دین میں لگا رہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان کامل دنیا میں نہیں گزرا۔ لیکن آپ کو بھی رَبِّ زِدۡنِيۡ عِلۡمًا کی دعا تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اَور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کر کے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کرے گا اسے معلوم ہوتا جاوے گا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں۔ بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ میں اس بچے کی طرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے بالکل بیہودہ سمجھتے تھے۔ لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت میں اُن کو نظر آئے۔ اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت سی بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس

سلسلہ کو قبول کیا ہے‘‘۔ فرماتے ہیں بہت ساری بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے ’’اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کرو گے تو اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا‘‘۔ یہ کوئی فائدہ نہیں کہ ہم نے بیعت کر لی، احمدی ہو گئے یا ہم پیدائشی احمدی ہیں۔ جب تک خود علم نہیں حاصل کرو گے، اپنے علم کو نہیں بڑھاؤ گے، دینی علم کو نہیں بڑھاؤ گے نہ پیدائشی احمدی ہونا کوئی فائدہ دے گا، نہ خود بیعت کرنا کوئی فائدہ دے گا۔ فرمایا کہ ’’تمہارے یقین اور معرفت میں قوت کیونکر پیدا ہو گی‘‘ اگر علم نہ بڑھایا۔ ’’ذرا ذرا سی بات پر شکوک وشبہات پیدا ہوں گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 193۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہت سارے لوگ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا جن کو اعتراضات پیدا ہو جاتے ہیں یا جو بعض لوگ صرف اس لئے احمدیت پر یا دین پر قائم ہوتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار احمدی ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر وہ علم حاصل کریں تو جتنے شکوک وشبہات ہیں وہ دور ہو سکتے ہیں اور پھر قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ پھر شیطان حملہ نہیں کرے گا۔

پس جیسا کہ پہلے قرآن کریم پر غور اور فکر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی تھی اسی طرح آپ کی کتب کو بھی پڑھنے اور دینی علم بڑھانے کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے اور اسی طرح خلافت سے تعلق جوڑنے کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو ایم ٹی اے کی نعمت دی ہے اس کے ذریعہ رابطہ قائم کرنا چاہئے اور خلیفۂ وقت کے جو تمام پروگرام ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جو لوگ اس تعلق کو ایک خاص توجہ سے قائم رکھے ہوئے ہیں، بہت سارے لوگ ہیں جو ایم ٹی اے سنتے ہیں اور ایم ٹی اے سے تعلق ہے ان کے مجھے خطوط آتے ہیں کہ ان کے ایمان و یقین میں اس تعلق کی وجہ سے ترقی ہوئی ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جس سے ہر احمدی کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

آپس میں محبت اور پیار کرنے اور ایک دوسرے کی تکلیف کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی‘‘۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سب برابر ہوں۔ ’’کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے؟‘‘ ہم زمین میں گندم کا بیج ڈالتے ہیں تو سارے بیج تو نہیں نکلتے۔ ’’بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اَور طرح قابل ثمر نہیں رہتے‘‘۔ ان کو پھل نہیں لگتا۔ ’’غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں‘‘ (جو اچھے ہوتے ہیں، اُگنے کی صلاحیتیں ان میں ہوتی ہیں) ’’ان کو کوئی ضائع نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے لئے جو جماعت تیار ہوتی ہے وہ بھی کَزَرْعٍ ہوتی ہے۔‘‘ (کھیتی کی طرح ہوتی ہے) ’’اسی لئے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے‘‘۔ کوئی دین کے علم میں زیادہ ہے کوئی کمزور ہے۔ کوئی کسی لحاظ سے بہتر ہے کسی میں کوئی نیکی ہے اور اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق وہ پنپتے ہیں۔ جو کمزور ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلنا ان کا کام ہے جو بہتر ہیں۔ فرمایا کہ ’’پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں۔ ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے؟ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔‘‘ کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ فرمایا کہ ’’کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ‘‘۔ عملی کمزوریاں ہیں تو ان میں بھی شریک ہو جاؤ۔ کس طرح ہو جاؤ کہ ان کی عملی کمزوریاں اختیار کر لو!؟ نہیں۔ ان کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ ایمان میں ان کی کمزوریاں ہیں تو اگر تمہارا ایمان مضبوط ہے تو ان کے ایمان کو بچانے کی کوشش کرو۔ مالی کمزوریاں ہیں تو ان کی مالی مدد اگر کر سکتے ہو تو وہ کرو۔ نہیں تو نظام جماعت کو بتاؤ کہ جس حد تک نظام جماعت کر سکتا ہے مدد کرے۔ فرمایا کہ ’’بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو‘‘۔ صحت کی حالت نہیں ہے، ظاہری بیماریاں ہیں ان کا بھی علاج کرو۔ فرمایا ’’کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے‘‘۔ ایک دوسرے کے عیب بتانے کی بجائے پردہ پوشی کی جائے۔ ’’صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو۔ کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت اور ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں‘‘۔ کوئی ایک دوسرے کو کھا تو نہیں سکتا۔ یہاں کھانے سے مراد یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم چغلیاں کرتے ہو، بدظنیاں کرتے ہو تو اسی طرح ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے ہو۔ پس برائیاں نہ دیکھو۔ ہر ایک کی اچھائیاں دیکھو۔ فرمایا کہ ’’وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں‘‘ (اس کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں) ’’اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہئے۔ بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آ جاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں‘‘۔ آپ نے فرمایا ’’اور خَلق کو‘‘ (اس وجہ سے پھر) ’’گمراہ کرتے ہیں‘‘۔ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ دیکھو ان میں یہ یہ برائیاں ہیں اور عام لوگ تحقیق تو کرتے نہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا ’’لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکہ دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جاوے‘‘۔ کہ ایک کا قصور دیکھ کے اس کی پردہ پوشی کرنی چاہئے نہ کہ اس کے عیبوں کا اظہار کیا جائے، اس کی کمزوریوں کو باہر نکالا جائے۔ آجکل یہ عجیب رواج پیدا ہو گئے ہیں۔ اب خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کی کمزوریاں ظاہر کرنے لگ گئے ہیں اور اس کے لئے ریکارڈنگ کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دل شکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 347 تا 348۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر بھائی چارے اور ہمدردی کی نصیحت فرماتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ

’’ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں‘‘۔ اگر پھلنا پھولنا ہے تو پھر آپس میں سچی ہمدردی ہونی چاہئے۔ ’’جو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔‘‘ جس کو بھی طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے۔ محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔ مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے، ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کو یہ (حرکتیں) منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کر کے پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ ... کبھی نہیں چاہتا کہ اس کے لئے اشتہار دے۔‘‘ اپنے بیٹے کی کوئی برائی دیکھتا ہے تو دنیا میں اس کی برائیاں نہیں پھیلاتا۔ قریبی تعلق والا ہو تو اس کی برائیوں کو چھپایا جاتا ہے اس کو پھیلایا نہیں جاتا۔ فرمایا کہ ’’پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟‘‘ یہاں بھائی سے مراد ہر قریبی رشتہ ہے۔ ’’دنیا کے بھائی اخوّت کا طریق نہیں چھوڑتے‘‘۔ اپنے رشتہ داروں کی مثال دی کہ ’’میں مرزا نظام الدین وغیرہ کو دیکھتا ہوں۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ دار تھے مرزا نظام الدین وغیرہ جو آپ کے مخالف بھی تھے اور دین سے بھی ہٹے ہوئے تھے ’’کہ ان کی اباحت کی زندگی ہے۔ مگر جب کوئی معاملہ ہو تو تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ فقیری بھی الگ رہ جاتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’بعض وقت انسان، جانور، بندر یا کتّے سے بھی سیکھ لیتا ہے۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریقِ نعمت واخوّت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوّت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوّت وہ یہاں قائم کرے گا‘‘۔ فرمایا ’’خدا تعالیٰ پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے۔ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56)۔‘‘ یعنی ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا رکھنے والا ہوں، فوقیت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

دینے والا ہوں۔ فرمایا کہ ’’مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی مگر یہ دن جو ابتلاء کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں‘‘۔ اس زمانے میں کمزوری کے ایام تھے۔ آجکل پھر خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ یہ جواُن کے کمزوری کے حالات ہیں اور حکومت بھی اور قانونی ادارے بھی اور انتظامیہ بھی ان کے خلاف پہلے سے بڑھ کر حرکتیں کر رہے ہیں۔ ان دنوں میں خاص طور پر اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ فرمایا کہ ’’کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر غریب بچے جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں۔ مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ348 تا349۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے ہماری اصلاح کے لئے اپنی کتاب ’’کشتی نوح‘‘ پڑھنے کی تلقین فرمائی اور اس کو بار بار پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے‘‘۔ صرف ظاہری شیل (shell) کو دیکھنا کافی نہیں ہے جب تک اس کے اندر جو چیز ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ فرمایا کہ ’’اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہوگا‘‘۔ اسی طرح ہے جس طرح ڈاکٹر سے نسخہ لے کے اس کو استعمال نہ کرو اور کہو کہ میں ٹھیک نہیں ہوا۔ یہی حال روحانی مریضوں کا ہے۔ اگر باتیں سن کے پھر عمل نہیں کرو گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فرمایا ’’ہرگز فائدہ نہ ہوگا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا جس سے وہ خود محروم ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا (الشمس:10)۔‘‘ یقیناً وہ فلاح پا گیا، کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ فرمایا کہ ’’یوں تو ہزاروں چور، زانی، بدکار، شرابی، بدمعاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اُمّتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ233-232۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس ’’کشتی نوح‘‘ کو جماعتوں میں پڑھ کر سنانے اور پڑھنے کی طرف توجہ دلانے، اس کا التزام کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’کشتی نوح میں مَیں نے اپنی تعلیم لکھ دی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک شہر کی جماعت جلسے کرکے سب کو یہ سنا دے۔ ایک مستعد اور فارغ شخص کو بھیج دی جاوے جو پڑھ کر سنا دے اور اگر یونہی تقسیم کرنے لگو تو خواہ پچاس ہزار ہو کافی نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس ترکیب سے اس کی اشاعت بھی ہو جائے گی اور وہ وحدت جو ہم چاہتے ہیں جماعت میں پیدا ہونے لگے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ408۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس کے لئے اس کو جہاں پڑھنے اور سنانے کا جماعتوں میں انتظام ہونا چاہئے اور اسی طرح ایم ٹی اے میں بھی پڑھنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ ہر ایک کو اس کو اپنی زندگی کا حصہ بھی بنانا چاہئے۔ خود بھی پڑھنی چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

برائیوں سے بچنے کی تلقین اور حقیقی احمدی کی نشانی بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’تمہارا کام اب یہ ہونا چاہئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ۔‘‘ (انجام متقیوں کا ہی ہے۔) ’’اس لئے متقی بننے کی فکر کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد3 صفحہ283۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی احمدی بننے اور آپ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے بھی ہوں۔ اپنی عملی اصلاح کرنے والے بھی ہوں۔ اپنے علم میں اضافے کی طرف توجہ دینے والے بھی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں۔

ان دنوں میں خاص طور پر، پہلے بھی مَیں نے اشارہ کیا، پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کریں اور پاکستانیوں کو خود بھی اپنے متعلق اور اپنے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔ عمومی طور پر ملک کے اندر بھی مولویوں کی وجہ سے جو فساد دوبارہ برپا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ملک کو بھی محفوظ رکھے۔ عام طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں بڑی تیزی سے یہ اب جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ روس اور امریکہ دونوں تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اور اصل میں تو یہ اپنی برتری ثابت کرنا چاہتے ہیں اور نام یہ ہے کہ ہم مظلوموں کا حق دلوانا چاہتے ہیں۔ اصل میں تو یہ مظلوموں کو حق دلوانے کے نام پر جس میں مسلمان ممالک شامل ہیں مسلمان ملکوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے اور یہ ان لوگوں سے مدد حاصل کرنے کی بجائے خود اپنے فیصلہ کرنے والے ہوں۔ اپنے عوام کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ عوام اپنی حکومت کے حق ادا کرنے والی ہو۔ اور یہ دہشت گرد گروپ جو اسلام کے نام پر حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بھی پکڑ کرے اور دونوں فریقوں کو عقل اور سمجھ دے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں کیونکہ اس کے بغیر اب کوئی اور چارہ نہیں کہ یہ بچ سکیں گے یا ان کی کسی بھی صورت میں بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور مسلمان ان ظلموں کا حصہ بننے کی بجائے اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق محبت اور پیار اور بھائی چارے کی تعلیم کو عام کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ18

میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی ماحول کو متاثر کر رہے ہیں۔ پھر جنگلوں کو کاٹا جانا، مشینری کا استعمال، حتیٰ کہ پنکھے اور لائٹس یہ سب چیزیں گرین ہاؤس کو متأثر کر رہی ہیں۔ ان سب چیزوں پر غور کرنا ہوگا کہ کس طرح اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے؟ مگر درخت اور پودے لگانا سب سے اہم کام ہے۔ جب مَیں چھوٹی عمر کا تھا تو سفر کرتے ہوئے راولپنڈی سے اوپر مری کی طرف جاتے تو وہاں گھنے جنگلات دکھائی دیا کرتے تھے مگر اب وہ سارا علاقہ اور پہاڑ بنجر زمین کی طرح نظر آتے ہیں۔

☆ بعض یورپین ملکوں میں عورتوں کے سر ڈھانکنے سے متعلق قانون سازی کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اگر مسلمانوں میں اتحاد ہو تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہمارے لباس اور مذہب کا حصہ ہے اور یہ ہماری عورتوں کے تقدس اور احترام سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر دنیا کی عورتیں ہر ملک میں متحد ہوں تو وہ کہہ سکتی ہیں کہ ہم سکارف میں اپنے آپ کو زیادہ آرام میں محسوس کرتی ہیں۔ یہ ہمارے تقدس کے لئے ہے۔ ہم اِسے ترک نہیں کرنا چاہتیں۔ عورتوں کی بہت سی تنظیمیں ہیں جنہوں نے دوہرے انداز اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات وہ کہتی ہیں کہ ہم سکارف نہیں چاہتیں اور بعض جگہوں پر وہ سکارف نہیں پہننا چاہتیں۔ لیکن جب مسلمان لڑکی کی پہچان کا معاملہ ہو تو وہ کہتی ہیں کہ ہمارا سکارف ہونا چاہئے۔

سب سے پہلے تو آپ کو اپنے دل کو پاک صاف کرنا ہوگا۔ اگر مسلمان دنیا کے تمام ممالک متحد ہوں اور وہ پُرزور انداز میں کہیں کہ یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ ہماری عورتیں سکارف اوڑھیں اور ہم اسے کسی صورت بھی چھوڑ نہیں سکتے اور دنیا کے کسی بھی ملک کی کوئی مسلمان لڑکی سکارف کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ تو ایسی صورت میں میرا خیال ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے سکارف کے خلاف اس طرح کا شور وغوغا نہیں ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے ہم اپنے ان مذہبی معاملات پر مضبوطی سے کاربند نہیں ہیں۔

صرف سکارف اوڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک بطور مسلمان کے مذہب پر مکمل طور پر عمل نہ کیا جائے۔ مَیں نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ احمدی لڑکیاں جو مضبوط ایمان والی ہیں، انہوں نے ایسے اعتراضات کے باوجود اپنے سروں سے سکارف نہیں ہٹایا۔ ایک لڑکی کو اِس وجہ سے اُس کے باس (Boss) کی طرف سے نوٹس دیا گیا تھا کہ اگر اس نے کام کے دوران اپنے دفتر میں سکارف اوڑھنا نہ چھوڑا تو اُسے کام سے فارغ کر دیا جائے گا۔ اس احمدی لڑکی نے کہا کہ وہ سکارف لینا نہیں چھوڑے گی۔ اُس آدمی یعنی اس کے باس (Boss) نے اسے ایک مہینہ کا نوٹس دیا تھا۔ وہ بہت نیک لڑکی تھی، اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ اس لڑکی نے بتایا کہ باس (Boss) کی دی ہوئی مدّت ختم ہونے سے پہلے خود اُس باس (Boss) کو ہی کام سے فارغ کر دیا گیا۔

تو آپ کا خدا سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے اور مسلمان ممالک میں یکجہتی ہونی چاہئے۔ اگر وہ سب اکھٹے اور متحد ہوں تو ان کا جواب یہ ہوگا کہ اچھا اگر تم ایسا کرو گے تو ہم تمہیں یعنی مغربی ممالک کو تیل دینا بند کر دیں گے۔ تو اس کے نتیجہ میں یہ لوگ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ مگر کون ہے جو اس قدر جرأت والا قدم اٹھائے!؟

☆ اس سوال کے جواب میں کہ اگر انگلستان اور پاکستان کا میچ ہو رہا ہو تو حضور انور کس کو Support کریں گے؟ حضور انور نے فرمایا کہ ’’حُبُّ الۡوَطَنِ مِنَ الۡاِيۡمَانِ‘‘۔

عرض کیا گیا کہ اگر دونوں ملکوں کی نیشنیلٹی ہو تو پھر؟

حضور انور نے فرمایا کہ پھر آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کو زیادہ Benefits کہاں مل رہے ہیں؟

...❁...❁...❁...

مجلس سوال وجواب

مرتبہ: منیر احمد شاہین۔ مربی سلسلہ

دھرنا یا ہڑتال

آج کل وطنِ عزیز پاکستان میں مذہبی و سیاسی دونوں گروہوں کی طرف سے اور مختلف تنظیموں اور اداروں کی طرف سے دھرنا و ہڑتال کے کلچر نے بہت فروغ پایا ہے۔ دھرنے یا ہڑتال کی اسلامی تعلیم میں کیا حیثیت ہے؟ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کا بیان فرمودہ ایک خوبصورت جواب ایک مجلسِ عرفان سے سُنا اور دیکھا جو افادۂ عام کے لئے تحریراً پیش ہے۔

محترم درشن سنگھ گریوال صاحب جنرل سیکرٹری آف ورکرز یونین نے 8/ دسمبر 1996ء کو لندن میں منعقدہ ایک مجلس سوال جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے دریافت کیا کہ:

مزدور یا ورکرز جو ہڑتال وغیرہ کرتے ہیں کیا اسلام میں اسے جائز سمجھا جاتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے یا عام علماء کا تعلق ہے۔ اُن کے نزدیک اس سوال کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ لوگ بے شک کرتے پھریں اُن کو کوئی پرواہ نہیں۔ خود بھی strike کرتے ہیں۔ خود بھی دھرنے مارتے ہیں لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے جماعت کی رُو سے strike action کی ضرورت نہیں ہے۔

دو باتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ strike ظاہر کرتی ہے کہ حکومت اپنے فرائض سے غافل ہے اور sensitivity حکومت کو ہونی چاہئے کہ وہ ضرورتوں کا نیچے اُتر کر دھیان رکھے اور اگر ضرورتیں جائز ہیں تو مطالبہ کے بغیر پوری کرے اور اگر جائز نہیں ہیں تو strike ہو یا کوئی چیز ہو حکومت اُس سے دَبنی نہیں چاہئے۔ کیوں کہ اُصول کا تقاضا یہ ہے کہ غلط بات میں غلط دباؤ کے نیچے نہ آؤ۔ اس لئے اسلامی تعلیم میں تو strike کا موقع ہی کوئی نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق قطعی شہادت ملتی ہے کہ خلافت کے دَوران آپ بعض دفعہ رات کو اپنے غلام کو لے کر ایسے لباس میں چلتے تھے کہ عام چلنے پھرنے والے کو پتہ نہ چلے اور گہری رات ہونے پر نکلتے تھے۔ چکر لگاتے تھے کہ کہیں کوئی تکلیف میں تو نہیں؟ گھروں کے پاس سے گزرتے تھے۔ اندر سے اگر کسی کی دردناک چیخ آتی، کوئی تکلیف میں ہوتا تو فوری اُس کے ازالہ کی خود کوشش کرتے۔ اب اس دَور میں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر سربراہ خود بڑے بڑے ملکوں کی گلیوں کے چکر لگائے لیکن خدا نے اُسی حد تک سہولت بھی تو دے دی ہے۔ اب تو جاسوسی کا نظام اتنا ترقی کر گیا ہے کہ گھر بیٹھے Royal families کے اندر کی باتیں لوگ معلوم کر لیتے ہیں لیکن بد نیتی سے کرتے ہیں۔ لیکن اگر نیک نیتی سے عوامی ضرورتوں پر نگاہ رکھنے کے لئے جدید طریقے استعمال کئے جائیں اور پل پل کی خبر حاصل کی جائے تو یہ ناممکن نہیں ہے۔ اس لئے اُصول وہی ہے کہ حکومت حسّاس ہو اُن لوگوں کے لئے جن لوگوں کے اوپر وہ نگران ہے۔ اس لئے قرآنِ کریم میں حکومت کا جو تصور ہے وہ عام مولویوں یا دوسروں کے تصوّر سے بالکل مختلف پیش فرمایا ہے۔

قرآنِ کریم فرماتا ہے: وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء:59) کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جب تم لوگوں پر حکومت کرو تو کس چیز سے کرو؟ شریعت سے، قرآن سے؟ یا ویدوں سے؟ کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو محض عدل کے ساتھ حکومت کرو۔ کوئی مذہب کوئی اور نظام تمہارے پیشِ نظر نہ ہو۔ نہ party politics نہ کوئی اور محرکات بلکہ کامل justice، absolute justice۔ اس کے سوا حکومت کا کوئی اور نظام نہیں ہے جو قرآن کریم پیش کرے۔ اور اگر absolute justice ہو جائے تو پھر اور چاہئے ہی کچھ نہیں۔

جتنے احتجاج ہیں یہ justice نہ ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے کہا تھا کہ حکومت کا فرض ہے۔ اگر کسی سے justice نہ کیا تو وہ حکومت جواب دِہ ہوگی۔ یہ دوسری بات ہے جو اسلامی حکومت کو اگر وہ سچی اسلامی حکومت ہو تو ایسے حالات قائم کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ عوام کو احتجاج کی ضرورت پیش نہ آئے کیوں کہ خدا تعالیٰ نے دوسرا تصور یہ پیش فرمایا ہے قرآن میں بھی اور حدیث میں بھی کہ تم اپنے افعال کے جواب دِہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ ہر گھر کا سربراہ اپنے زیرِ نظر خاندان کے معاملہ میں خدا کو جوابدِہ ہے۔ وہ مالک نہیں ہے۔ وہ امین ہے۔ یہ اُس کے پاس امانتیں ہیں۔ جس طرح ہر گڈریا بھیڑوں کے متعلق جوابدہ ہے جن کے مالک اور ہوں۔ اُسی طرح ہر انسان اپنے نیچے اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق جوابدہ ہے۔ اس مضمون کو بڑھاتے ہوئے آپؐ حکومت کا بھی ذکر فرماتے ہیں کہ ہر سربراہ اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (صحیح بخاری: جلد اوّل: حدیث نمبر: 2306 قرض لینے اور قرض اَدا کرنے کا بیان)

تو جہاں یہ نظام قائم ہو وہاں strike کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اُلٹ قصہ ہے۔ ایسی حکومتیں تو اتنی ہر دلعزیز ہو جایا کرتی ہیں کہ لوگ ان پر جان چھڑکتے ہیں۔

کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہی وہ عیسیٰؑ ہیں جنہوں نے دوبارہ نزول فرمانا تھا؟

8/ دسمبر 1996ء کو اسی مجلس سوال و جواب میں ایک غیر از جماعت دوست نے سوال کیا کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت، جماعت احمدیہ کے علاوہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کا دوبارہ نزول ہوگا۔ وہ تشریف لائیں گے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ غلام احمد مرحوم ہی عیسیٰ علیہ السّلام تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کوئی ٹھوس دلیل اِرشاد فرمائیے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جماعت احمدیہ کا عقیدہ مجھے بیان کرنا چاہئے تھا۔ آپ نے کر دیا۔ کہتے ہیں، پنجابی میں مثل ہے 'گھروں مَیں آواں تے سُنیہے تُوں دَویں'۔ آج آپ نے وہی بات کی۔ جن الفاظ میں آپ نے بیان فرمایا ہے جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب وہ ہو ہی نہیں سکتے، وہ عیسیٰ مسیح جو حضرت موسیٰؑ کی اُمّت میں پیدا ہوئے تھے۔

لیکن جو شخص فوت ہو چکا ہو اگر اُس کا نام لے کر کسی اور پر اِطلاق کیا جائے تو ساری دنیا کی زبانوں میں اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ اُس کی خُو بُو پر، اُس کے اَخلاق پر، اُس سے ملتا جلتا کوئی انسان ہے نہ کہ خود وہ۔

جیسے آپ کسی اچھا ڈرامہ لکھنے والے کو شیکسپیئر کہہ دیں، کسی شاعر کو غالبؔ کہہ دیں اور اسی طرح رستؔم نام بھی مشہور ہے۔ آپ نے پنجاب میں یا ہندوستان میں سنا ہوگا گامؔا پہلوان۔ اُس گاما کو رُستم کہتے تھے۔ رُستمِ زمان! ساری دنیا کا رُستم۔ کوئی پوچھے اس کا نام تو گاما ہے۔ رُستم کہاں سے ہو گیا؟ لیکن سارے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ انسانی طرزِ بیان ہے کہ ایک شخص جو اپنی بعض باتوں میں کسی اور سے مشابہ ہو جائے۔ اتنا مشابہ ہو کہ اُس کی جو بنیادی صفت ہے وہ ایک ہو جائے تو پھر ایک آدمی کو دوسرے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

آپ نے کبھی کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ تو حاتم طائی ہے! کیوں کہتے ہیں؟ سخاوت اُس کا خاصہ ہے۔ رُستم کیوں کہتے ہیں؟ پہلوانی اور بہادری اور دلیری اُس کا خاصہ ہے۔ Dramatist کی اپنی خصوصیات ہیں۔ رضیکہ یہ رُوح ہے جس کے پیشِ نظر ایک کا نام دوسرے کو دیا جاتا ہے۔

پس سب سے اہم مسئلہ جس کی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے وہ یہ ہے کہ کیا عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فوت نہیں ہوئے؟ اور کیا جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے لوگوں کے عقیدہ کے مطابق وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا نہیں؟ آپ نے یہود کا بھی ذکر فرمایا اور مسلمانوں کا بھی اور عیسائیوں کا بھی، اور سوال سے یہ ظاہر ہوا کہ گویا سب کا ایک ہی عقیدہ ہے۔ یہ درست نہیں ہے!

(i) یہود کہتے ہیں پہلا مسیح جس نے آنا تھا وہ ابھی تک آیا ہی نہیں۔ اُس نے کہاں جانا تھا؟ (ii) عیسائی کہتے ہیں کہ آیا تھا اور صلیب پر مَر گیا اور پھر مردوں سے جی اُٹھا اور بطور خدا کے بیٹے کے آئے گا۔ نبی اللہ کے طور پر نہیں آئے گا۔ ان عقائد میں بڑا فرق ہے۔ (iii) مسلمان یہ کہتے ہیں کہ صلیب پر چڑھا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کسی یہودی کو اُس کی شکل دے کر حضرت مسیح کی جگہ صلیب پر چڑھا دیا اور فرشتوں نے حضرت عیسیٰ کو اُٹھا کر کسی سیارے میں پہنچا دیا ہے جو علماء کے نزدیک چوتھے آسمان میں کہیں واقع ہے اور دو ہزار سال ہونے کو آئے ابھی تک مسیح اُس قیدِ تنہائی میں بیٹھے انتظار کر رہے ہیں کہ کب میری ضرورت ہوگی تو مجھے واپس لایا جائے گا۔

یہ ان غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ درست ہے تو پھر وہی آئیں گے۔ پھر مرزا غلام احمد ہوں یا کوئی اور ہو اُن کو تمثیلاً بھی مسیح کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم قرآن اور سُنّت اور دوسرے دلائل سے ثابت کرتے ہیں تو پھر وہ عیسیٰ جو مَر کے زمین میں دفن ہو چکے ہیں وہ آسمان سے نہیں اتر سکتے۔ پھر ہر ایسے شخص کی طرح جس کا فوت ہونا یقینی ہو اُس کا نام اگر کسی اور پر استعمال کیا جائے تو وہ ضرور تمثیلی نام ہے۔ حقیقی اور اصلی نام نہیں ہے۔ یہ اصل فرق ہے جو آپ کو پہلے سمجھنا چاہئے۔

اس ضمن میں آپ کی توجہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے ایک فیصلہ کی طرف کرواتا ہوں۔ جس کے متعلق ہم جھگڑ رہے ہیں وہ سب سے بڑا مجاز ہے کہ فیصلہ کرے۔ حضرت مسیح سے پہلے بھی یہ خیال تھا کہ ایک شخص ایلیاؔ نامی جو نبی تھے وہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور یہ بات Old Testament میں لکھی ہوئی ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ اُس کی پوری تاریخ ہے...(دیکھیں 2۔سلاطین باب 2 آیت 11۔ (مرتّب)) بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اس کو تسلیم کیا۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو جو صحیفوں میں لکھا ہے؟ اُنہوں نے کہا بالکل انکار نہیں کرتا۔ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ دوبارہ آسمان سے اُسی آتشی رتھ یعنی آگ برساتی ہوئی ایک رَتھ ہے پر بیٹھے ہوئے نیچے اُتریں گے اور جب وہ اُتریں گے تو وہ اعلان کریں گے کہ مسیح آنے والا ہے اس کو قبول کر لینا۔

اب یہود نے حضرت عیسیٰؑ سے سوال کیا یا یہود کا یہ سوال حضرت عیسیٰؑ تک پہنچایا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ایلیا تو اُترا نہیں اور آپ کہاں سے آ گئے؟ تو حضرت مسیح نے اس پیشگوئی کا انکار نہیں فرمایا۔ فرمایا یوحنؔا بپتسمہ دینے والے کہلاتے ہیں یہ وہی ایلیا ہیں جنہوں نے آسمان سے آنا تھا چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو نہ قبول کرو۔ (دیکھیں متی باب 17 آیات 10 تا 13۔ (مرتّب))

اب آپ یہ بتائیے اگر مسیح کا یہ فیصلہ درست ہے تو حضرت ایلیا دراصل حضرت یحییٰؑ کی صورت میں اُترے ہیں اور حضرت یحییٰؑ کو اس صورت میں سچّا ماننا ہمارا فرض ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اُن لوگوں کے سامنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اُن کے ماں باپ کے نام اور تھے۔ حضرت ایلیا کا اپنا نام اور، اور ماں باپ کے نام اور! باوجود اس کے کہ اُنہوں نے آسمان سے اُترنا تھا پھر بھی حضرت عیسیٰؑ نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا کہ یحییٰؑ ہی وہ ایلیا ہے جس نے آسمان سے اُترنا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ فیصلہ سچّا ہے یا جھوٹا ہے؟ اگر سچّا ہے تو حضرت مسیح پہ اس کا اِطلاق کیوں نہ ہوگا؟ اتنی سی بات، سمجھنے کی بات ہے! اس لئے بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کے مَیں کثرت سے اور تفصیل کے ساتھ جواب دے چکا ہوں۔ اس سوال میں اور بہت سے پہلو ہیں مثلاً وفاتِ مسیح کا مسئلہ، صلیب پر چڑھائے جانے والا واقعہ جیسا کہ مسلمان بیان کرتے ہیں۔

مَیں نے جو ایلیا والا حوالہ دیا تھا وہ سلاطین جسے Kings کہتے ہیں اس میں 2 سلاطین باب 2 آیت 11 میں درج ہے۔ اتنی مسلّمہ بات ہے کہ عام علماء بھی انکار نہیں کرتے۔...

وفاتِ مسیح کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ باقی انبیاء کی طرح طبعی وفات پا چکے ہیں لیکن صلیب پر نہیں جس کا قرآن نے انکار کیا ہے۔ تو پھر وہ تو اب کبھی نہیں اُترتے۔ جو دفن ہو گئے جن کی رُوح خدا کے حضور حاضر ہو گئی اُن کی واپسی کا جو عقیدہ لئے بیٹھے ہیں وہ خود مَر جائیں گے مگر کوئی اُن کو زندہ کرنے والا نہیں آئے گا۔ اور وہ فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں لازماً کسی اُمّتی کے حق میں پوری ہونی چاہئیں۔ جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں اُسی طرح پیدا ہوگا جیسے عیسیٰ علیہ السّلام حضرت موسیٰؑ کی اُمّت میں پیدا ہوئے تھے۔ جس طرح حضرت یحییٰؑ حضرت موسیٰؑ کی اُمّت میں پیدا ہوئے تھے اور وہی تاریخ دوہرائی جائے گی۔ ایک انسان پیدا ہوتا ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں وہی ہوں جو پہلا تھا اور لوگ انکار کر دیتے ہیں۔ ہنسی مذاق کرتے ہوئے رُخ پھیر لیتے ہیں۔

تو یہ بنیادی عقائد ہیں جو ہمارے درمیان فرق کرتے ہیں۔ ان کی تفصیل سے متعلق اگر آپ کو دلچسپی ہو نیز اگر اس مجلس سوال و جواب کے آخر پر وقت ہوا تو پھر مَیں اس مسئلہ پر واپس آ جاؤں گا۔ لیکن ہم آپ کو بہت سا کتابی لٹریچر دے سکتے ہیں جس میں بڑی وضاحت سے یہ باتیں مذکور ہیں اور میری اپنی ویڈیوز اور آڈیوز ایسی ہی مجالس کی موجود ہیں جن میں مَیں نے بہت تفصیل سے ہر پہلو کو چھیڑا ہے۔ مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ جب آپ سُنیں گے تو آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا۔

کہتے ہیں یورپ کے ناداں.......

سید میر محمود احمد ناصر

یورپ کے نادان کہتے ہیں کہ قرآن شریف خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ (رسول اللہ ﷺ) کی اپنی تصنیف ہے جو آپؐ نے اپنے ذاتی مفاد اور ذاتی عظمت اور اپنے ذاتی علم کے نتیجہ میں لکھی ہے۔

یہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ جو شخص اپنے ذاتی فائدہ کے لئے کوئی کتاب لکھتا ہے تو وہ اس میں اپنی خوبیاں، اپنے کمالات، اپنے حسن، اپنے احسان، اپنے کارنامے، اپنی برکات کا بیان کرتا ہے۔ بار بار اپنا نام اچھالتا ہے مگر اگر سرسری نظر سے بھی قرآن پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ قرآن میں اصل اور حقیقی ذکر ہے تو خدا کی ہستی کا، خوبیاں بیان ہیں تو خدا کی، کارناموں کا ذکر ہے تو خدا کے کارناموں کا، عبادت کا حکم ہے تو خدا کی عبادت کا، جو آیت بھی پڑھیں جو حصہ بھی تلاوت کریں اللہ کی صفات حسنہ کا ذکر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا تذکرہ ہوگا، باقی سب مضامین اس بنیادی مضمون کے ذیل میں آجائیں تو آجائیں اصل ذکر خدا کا ہے اس کی وحدانیت کا، اس کے ازلی ابدی ہونے کا، اس کا تمام کائنات کے خالق ہونے کا، مالک ہونے کا، اس کی رحمانیت کا، اس کی رحیمیت کا، اس کی مالکیت کا۔ اگر قرآن کسی انسان کی تصنیف ہوتا جو اس نے اپنے فائدہ کے لئے، اپنی عظمت کے لئے، اپنا رعب جمانے کے لئے، دوسروں کو اپنا ماتحت بنانے کے لئے لکھی ہوتی تو وہ اپنا نام اس میں بار بار لاتا مگر سارا قران پڑھ جائیے صرف چار مرتبہ محمدؐ (ﷺ) کا لفظ ملے گا۔ جبکہ اللہ کا لفظ قرآن میں کم ازکم ڈھائی ہزار (2500) دفعہ ہے اور اس کی صفات کا تذکرہ ہے ہر سورۃ، ہر رکوع، ہر صفحہ لبریز ہے۔

بے وقوف کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تصنیف کیا دنیوی فائدہ اٹھانے کے لئے۔ آئیے پہلے تو ہم ان چار مقامات کو دیکھتے ہیں جہاں آپ ﷺ کا اسم مبارک ہے، سورۃ آل عمران میں لکھا ہے:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

(سورۃ آل عمران 145:) ذرا غور سے دوبارہ اس آیت کو پڑھیے کیا اس آیت میں کسی دنیوی مفاد کے حصول کی کوشش کی جھلک ہے یا کسی دنیوی عظمت کے حصول کی خواہش نظر آتی ہے۔ یہاں تو یہ مضمون ہے آپ ﷺ کلیۃً بشر ہیں، یسوع ناصری کے متبعین کی طرح ان کو خدا نہ بنالینا وہ بشر ہیں اور رسول ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرح ہمیشہ سے زندہ نہیں۔ وہ فوت بھی ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ قتل بھی ہو سکتے ہیں۔ بشریت ان میں پائی جاتی ہے۔

دوسری جگہ قرآن فرماتا ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب 41:) کہ محمدؐ (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں (جسمانی طور پر آپؐ کی نرینہ اولاد تھی) مگر آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کی مہر ہیں۔ اس آیت میں آپؐ کو جو عظیم مقام اور رتبہ دیا گیا وہ کسی دنیوی مفاد، دنیوی عظمت، دنیوی مال و دولت کے حصول سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ سراسر روحانی مقام ہے۔ الزام لگایا جاتا ہے آپؐ نے مادی فوائد کے لئے قرآن تصنیف کیا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ آپؐ کو بڑی عمر کی نرینہ اولاد حاصل نہیں مگر روحانی اولاد مومنوں اور نبیوں کی صورت میں حاصل ہے۔

تیسری جگہ آپؐ کا اسم مبارک محمدؐ اس آیت میں ہے: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ (سورۃ محمدؐ 3:) کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا ہے۔

اس آیت میں بھی کسی دنیوی خواہش، دنیوی مال و متاع اور حکومت کے حصول کا ذکر نہیں بلکہ یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ بعض سابقہ مذاہب مثلاً عیسائیت وغیرہ کی طرح تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ بنا لینا اور اس کلام کو آپؐ کا کلام قرار دے کر آپ ﷺ کو یسوع کی طرح خدا نہ کہنے لگ جانا یہ کلام نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ آپؐ کا کلام نہیں بلکہ آپؐ پر اتارا گیا خدا کا کلام ہے۔

چوتھی جگہ فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا (سورۃ الفتح 30:) یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ انکار کرنے والوں (جو حملہ کرتے ہیں) کے مقابلہ میں آہنی دیوار اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں کو تم دیکھو گے کہ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔

یہ آیت بھی بتا رہی ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کا مقصود و مراد اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا ہے۔ کوئی دنیوی غرض، کوئی مالی فتح نہیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ جو آپؐ کے ساتھ تھے مال کے لئے نہیں، خدا کی رضا مندی کے لئے رکوع کرتے سجدہ کرتے نظر آتے۔

اب دیکھئے جو شخص اپنے دنیوی اور روحانی فوائد کی خاطر کتاب لکھتا ہے تو وہ اپنے نام کو، اپنے کام کو اس غرض کے لئے استعمال کرتا ہے مگر قرآن شریف انسان کا کلام نہیں خدا کا کلام ہے اور خدا تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپؐ کے روحانی کمالات کے ساتھ کرتا ہے نہ کہ کسی دنیوی دولت اور ظاہری عظمت کے لئے۔

یورپ کے یہ نادان لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپؐ نے قرآن شریف کی تصنیف نعوذ باللہ مادی اغراض کے لئے کی۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے آپ ﷺ کا بابرکت نام محمد ﷺ صرف چار 4 دفعہ قرآن شریف میں ہے اور چاروں مقامات پر کوئی دنیوی فوائد کا حصول اس نام کے ذکر سے متصور نہیں۔ قرآن شریف میں اگر آپؐ کا نام نامی چار دفعہ مذکور ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام 136 دفعہ آیا ہے۔ اب یہ الزام لگانے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے یورپ کے لوگ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود قرآن لکھا، اپنے فائدہ کے لئے، اپنی عظمت قائم کرنے کے لئے، اپنا مالی فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔ مگر اس میں اپنا نام تو صرف چار دفعہ لکھا اور اس قوم یعنی یہود کے نبی کا نام 136 دفعہ لکھا کیونکہ آنحضرت ﷺ قرآن لکھ کر اپنی عظمت اور اپنا فائدہ چاہتے تھے؟ کیا کوئی صاحب عقل اس بات کو مان سکتا ہے؟ کیا کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ اپنی عظمت کے اظہار کے لئے لکھنے والا اپنے شدید دشمنوں کے بزرگ کی عظمت کا اظہار کرے اور 136 دفعہ اپنی کتاب میں اس کا نام لکھے اور اپنا نام صرف چار 4 دفعہ لکھے۔ اور صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تک محدود نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں 69 دفعہ آتا ہے اور عیسیٰ نام حضرت مسیح ناصریؑ کا ذکر قرآن شریف میں 25 مرتبہ آتا ہے اور ان سب کا ذکر تعریف کے رنگ میں ہے جب کہ خود بائبل میں ان بزرگوں کا ذکر بعض مقامات پر اچھے رنگ میں نہیں۔

کیا اب بھی آپ یہ کہیں گے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی تحریر ہے جو آپؐ نے نعوذ باللہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے لکھی تھی۔ اپنی عظمت قائم کرنے کے لئے تحریر کی تھی۔

☆...☆...☆

’’روحانی انقلاب‘‘

آج ہے پلٹا گیا وہ دورِ چرخِ پیر دیکھ!
نوعِ انساں کی ہے بدلی جا رہی تقدیر دیکھ!

چار سُو ہے مصطفیٰؐ کے حُسن کا چرچا ہُوا
’’رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِين‘‘ کی دلربا تفسیر دیکھ!

حضرتِ مسرور کی پُر درد سی تقریر سُن!
دیکھ اُس کی گھر بہ گھر پُر جذب سی تصویر دیکھ!

رشتۂ اُلفت میں باندھے جا رہے ہیں شرق و غرب
امنِ عالمگیر کا تُو عکسِ عالمگیر دیکھ!

روشن و تاباں دلائل سے جمالی شان ہے
’’چودھویں کے چاند‘‘ کی ٹھنڈک فزا تنویر دیکھ!

عالمی بیعت کا پس منظر اگر ہے دیکھنا!
مقصدِ تخلیق آدم کی ذرا تفسیر دیکھ!

چار سُو احمد کے غازی کر رہے ’’کسرِ صلیب‘‘
جا بجا پہنچے ہوئے ہیں ’’قاتلِ خنزیر‘‘ دیکھ!

ہے ڈرانا اُن کا گویا شفقتِ مادر لئے
پردۂ انذار میں بھی اک چُھپی تبشیر دیکھ!

آ رہی عرشِ بَریں سے پھر صدائے ’’کُنْ فکاں‘‘
عالم نَو کی ہے شاید ہو رہی تعمیر دیکھ!

نعرۂ تکبیر سُن پھر گُنبدِ آفاق میں
ہستیٔ نَو کا اُبھرتا اخترِ تقدیر دیکھ!

(عبدالسلام اِسلامؔ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف مُنیف ’’کشتی نوح‘‘

کی تاثیرات، بار بار پڑھنے کی تاکید۔ کثرت اشاعت کی ہدایت۔

’’کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

عبدالسمیع خان۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اپریل 2018ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ’’کشتی نوح‘‘ کو بار بار پڑھنے اور درسوں میں سننے اور سنانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس حوالے سے یہ مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کشتی نوح ایسے وقت (تاریخ اشاعت 5/اکتوبر 1902ء) میں لکھی جب دنیا خدا سے دوری اور اخلاقی تباہی کی وجہ سے سخت غضب الٰہی کا شکار تھی اور خصوصاً ہندوستان ایک مامور من اللہ کے انکار کی وجہ سے طاعون کا نشانہ بن رہا تھا۔

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنا پیغام درج کیا اور وہ تعلیم بیان کی جو احمدی جماعت کے لئے ضروری اور نجات کا باعث ہے۔ آپ نے الہامی تصریحات کے مطابق اس کو ’’کشتی نوح‘‘ سے تشبیہ دی جو طوفان ضلالت سے مومنوں کو بچاسکتی ہے۔ فرمایا:

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

(درثمین، صفحہ 144)

اس کتاب سے ہزار ہا سعید روحوں نے فائدہ اٹھایا۔ ان میں وہ بھی تھے جو احمدی تھے اور اس تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس الہام کے تحت حفاظت الٰہی کے حقدار ہوئے کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔

(الہام 8/اپریل 1902ء، تذکرہ: صفحہ 348)

یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔

اور وہ بھی تھے جو احمدی نہیں تھے انہوں نے اس کتاب کے مطالعہ سے قبول احمدیت کی توفیق پائی اور رستگار ہوگئے۔

سعید روحیں

حضرت غلام حیدر صاحب ولد میاں خدا بخش صاحب سکنہ احمد نگر ضلع گوجرانوالہ بیان کرتے ہیں۔

سال 1903ء میں مجھے نماز پڑھنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں نے نماز پڑھنی شروع کی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بزرگ آدمی کے ہمراہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اسی اثناء میں ایک چٹھی رساں نے مجھے کشتی نوح لا کر دی۔ اسے میں نے غور سے پڑھا، مخالفین نے شور مچانا شروع کیا اور مشورہ دیا کہ احمدیوں کی کتابیں نہ منگوائی جائیں۔ پھر میں نے قرآن شریف باترجمہ پڑھنا شروع کیا۔ کشتی نوح کو قرآن شریف کے تابع پا کر میں نے ارادہ کیا کہ اب مجھے بیعت کرلینی چاہئے۔ اس چٹھی رساں نے پھر مجھے حضرت صاحب کا فوٹو لا کر دکھایا۔ فوٹو کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ یہ فوٹو تو اسی شخص کا ہے جس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔

(الفضل 21 ستمبر 2001ء، صفحہ 1)

....

ملک حسن خان ریحان صاحب (ریٹائرڈ پنشنر پولیس) آف چھنی تاجہ ریحان تحصیل بھلوال بچپن سے ہی پنجوقتہ نماز کے عادی بلکہ تہجد گزار تھے۔ احمدی ہونے سے پہلے اپنے محکمہ کے ایک سینئر افسر سے جو احمدی تھے سخت درشت کلامی سے پیش آتے لیکن وہ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے۔ بالآخر احمدی افسر کا حسن اخلاق کا وار کارگر ثابت ہوا اور ان کے کہنے پر کہ جس بزرگ کو تم جھوٹا سمجھتے ہو اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوا تو پھر تمہاری ریاضت اور عبادت کس کام کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے سامنے حاضری کے وقت کیا جواب دو گے؟ اس پر ان کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اپنے افسر سے حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب طلب کی۔ انہوں نے کشتی نوح پڑھنے کو دی تو مزید تجسّس بڑھا اور ایک دو کتب مزید مطالعہ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا اور پھر آئندہ جلسہ سالانہ پر قادیان میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ (الفضل 21 جون 2002ء)

....

مکرم میاں عبدالقیوم صاحب لکھتے ہیں:

میرے والد محترم مکرم **میاں محمد عالم صاحب** مرحوم نے خاکسار سے کئی بار ذکر کیا کہ انہوں نے 1901ء میں محکمہ پولیس میں ملازمت کی تو بعض مخالفین کی زبانی اتنا معلوم ہوا کہ قادیان میں ضلع گورداسپور کے ایک مغل رئیس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور علماء نے ان کی سخت مخالفت کی ہے۔ محکمہ پولیس کے عمومی ماحول کی وجہ سے محترم والد صاحب اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے حتیٰ کہ 1908ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی اور ہندوستان بالخصوص پنجاب کے اخبارات میں حضور کا تذکرہ ہوا۔ تو اس وقت مجھے احمدیت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن محکمہ کے پراگندہ ماحول کی وجہ سے اس سلسلہ میں قابل ذکر پیش رفت نہ ہوسکی۔ آپ 1919ء کے لگ بھگ جب بطور ایس ایچ او چونترہ ضلع راولپنڈی ڈیوٹی پر تھے تو پیچش کی شدید تکلیف ہوگئی اور سول ہسپتال داخل ہونا پڑا۔ محترم ملک غلام نبی صاحب والد جنرل اختر علی ملک و جنرل عبدالعلی ملک ساکن پنڈوری علاقہ تھانہ چونترہ اس علاقہ کے معروف زمیندار رئیس اور مخلص احمدی دوست تھے۔ ایک دفعہ والد صاحب کی بیمار پرسی کے لئے ہسپتال تشریف لائے۔ حال احوال اور خیریت دریافت کرنے کے بعد واپسی پر سلسلہ احمدیہ کی کچھ کتب چھوڑ گئے۔ والد صاحب اس وقت روبصحت تھے انہوں نے ان کتب (**کشتی نوح، فتح اسلام وغیرہ**) کا مطالعہ شروع کردیا اور مزید معلومات حاصل کرنے کا تجسس ہوا۔ جب دوبارہ ملک صاحب موصوف ہسپتال تشریف لائے تو والد صاحب نے ان کتب کی افادیت کا ذکر کیا اور مزید لٹریچر مطالعہ کے لئے منگوانے کی خواہش کی۔ چنانچہ محترم ملک صاحب نے مزید کتب کچھ اپنی طرف سے اور کچھ مرکز قادیان سے منگوا کر دیں۔ یہ سلسلہ مطالعہ اور باہمی ملاقاتوں کا بعد میں لمبا عرصہ چلا یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب والد صاحب ایک غیر احمدی پولیس اہلکار کے ہمراہ دوپہر کے وقت راجہ بازار کی طرف آرہے تھے تو راجہ بازار کے سرے پر واقع مسیحی دارالمطالعہ کے سامنے ایک یورپین پادری ایک ہجوم میں عیسائیت کے بارے میں تقریر کررہا تھا۔ ان دو افراد کو دیکھ کر مجمع سے باہر آ کر ان کو خوش آمدید کہا اور تبلیغ شروع کردی۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور بلند مقام کے بارہ میں تقریر کررہا تھا کہ ہمراہی راجہ سکندر خان اے ایس آئی پولیس نے کہہ دیا کہ میرا دوست احمدی ہے حالانکہ اس وقت تک والد صاحب نے بیعت نہیں کی تھی۔ اس بات پر عیسائی پادری نے کہا میں احمدیوں سے بات نہیں کرتا اور چِق اٹھا کر لائبریری کے اندر چلا گیا۔ باہر لوگوں کی کثیر تعداد منتظر کہ پادری صاحب ابھی آتے ہیں مگر وہ نہ آیا اور مجمع مایوس ہوکر منتشر ہوگیا۔ یہ غالباً 1919ء کا ذکر ہے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ ہم دونوں پر اس بات کا گہرا اثر ہوا کہ احمدیت کے نام سے پادری لوگ کس قدر خوف زدہ ہیں اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر نے عیسائی منّاد کا مؤثر اور منہ توڑ جواب دیا ہے۔ ہم دونوں جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے مطمئن ہو کر بیعت کے لئے تیار ہوگئے۔ والد صاحب نے صبح ہی قادیان بیعت کے لئے خط لکھ دیا۔

(الفضل یکم اکتوبر 2001ء صفحہ 6)

....

مکرم چوہدری عزیز احمد چیمہ صاحب اپنے احمدیت قبول کرنے کے متعلق بتایا کرتے تھے کہ جب آپ آرمی میں تھے تو ایک دن ایک سینئر آفیسر نے آپ کو بلا کر کہا کہ آپ دیکھیں کہ ماتحت یونٹ وقفہ کا ٹائم کس طرح گزارتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ گانے بجانے میں مصروف ہیں۔ کچھ تاش کھیل رہے ہیں اور کچھ گپیں مار رہے ہیں۔ لیکن ایک کیمپ میں سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔ آپ کچھ دیر کیمپ کے باہر کھڑے سنتے رہے اور پھر چلے گئے۔ لوگوں نے اس آدمی کو بتایا کہ صاحب تمہارے کیمپ کے باہر کھڑے تھے۔ آج تمہاری خیر نہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے کہا کہ وہ آپ کو قرآن پاک پڑھنا سکھادے کیونکہ آپ قرآن پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ چنانچہ اس آدمی نے 30,25 دن میں آپ کو قرآن پاک سکھا دیا۔ اسی دوران Partition ہوگئی۔ وہ آدمی چلا گیا اور آپ کے کمرے میں دو کتابیں ’’**کشتیٔ نوح**‘‘ اور ’’احمدیت‘‘ رکھ گیا۔ ان سے آپ کو احمدیت سے واقفیت حاصل ہوئی۔

قیام پاکستان کے وقت برٹش گورنمنٹ نے آپ کو الاٹمنٹ آفیسر بنایا۔ آپ کے والد صاحب نے آپ کو کہا کہ تمہارے پاس اتنا شاندار موقع ہے اس لئے سب سے پہلے تھوڑی بہت جائیداد اپنے نام کرو۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں امانت میں خیانت نہیں کروں گا۔ اس بات پر آپ کا آپ کے والد صاحب سے جھگڑا ہوگیا اور آپ کچھ عرصہ قادرآباد اپنے سسرال چلے گئے۔ چونکہ آپ کے سسر صوبیدار میجر عبدالقادر اس وقت احمدیت کے نور سے فیضیاب ہو چکے تھے اور گھر میں جماعتی کتب کا ایک خزانہ بھی رکھتے تھے چنانچہ وہاں آپ کو احمدیت کو قریب سے پڑھنے اور جاننے کا موقعہ ملا۔ اس کا آپ پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ نے وہیں 1950ء میں احمدیت قبول کی اور باقاعدہ بیعت بھی کرلی اور واپس گھر آنے پر اپنے قبول احمدیت کا اعلان کردیا۔

(الفضل 10 ستمبر 2004ء، صفحہ 3)

....

اس کا مصنف جھوٹا نہیں ہوسکتا

مکرم راجہ محمد مرزا خان صاحب لکھتے ہیں: میری عمر تقریباً 13,12 سال کی ہوگی کہ اپنے گاؤں (موضع عادووال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم) کے کھیتوں میں بشمول کچھ اور لڑکوں کے اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ ہم لڑکوں نے باہم کوئی کھیل کھیلنا شروع کردیا جس کی وجہ سے مویشیوں کی طرف توجہ نہ رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو میرے مویشی کچھ فاصلے پر ہماری برادری کے ایک بزرگ راجہ حیات خاں کی فصل میں پہنچ گئے ہیں۔ میں مویشیوں کی طرف دوڑا۔ ادھر فصل کا مالک راجہ حیات خاں بھی اپنے ڈیرہ سے بھاگتا ہوا آیا اور میرے پہنچنے سے پہلے اس نے مویشیوں کو میری طرف دوڑا دیا اور مجھے پہچان کر نہایت غصے اور سخت ناراضگی کے لہجہ میں مجھے کہا ’’اومرزیا قادیانیا‘‘ میں بچہ بھی تھا اور قصور وار بھی۔ خاموش اپنے مویشی لے کر واپس آگیا اور راجہ حیات خان اپنے ڈیرہ کی طرف چلا گیا۔

جب میں نے طعنہ کے الفاظ پر غور کیا تو یہ حصہ ’’او مرزیا‘‘ تو میں نے سمجھا کہ میرے نام کا حصہ بنتا ہے۔ مگر یہ ’’قادیانیا‘‘ اس نے کیا کہا ہے۔ کچھ سمجھ نہ آتی تھی کہ ’’قادیانیا‘‘ کیا ہوتا ہے اور اس نے میرے لئے یہ لفظ کیوں استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کا طعنہ اس سے پہلے زندگی میں کبھی سنا نہ تھا۔ بہرحال یہ سخت الفاظ ہمیشہ کے لئے میرے ذہن اور قلب پر ثبت ہوگئے۔ مگر سمجھ نہ تھی کہ یہ ہے کیا۔ خیر وقت گزرتا گیا۔ اور جنگ عظیم دوم 1939ء میں شروع ہوگئی۔ میں 1940ء میں 19 سال کی عمر میں فوج میں بھرتی ہوگیا۔ 1942ء میں ہمیں اٹلی لے جایا گیا۔ اس دوران مصر، لیبیا وغیرہ ممالک میں بھی رہے۔ اٹلی میں میرے ساتھ ایک دوست مکرم سید شبیر حسین شاہ صاحب حوالدار آف سیالکوٹ بھی رہتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ شاہ صاحب کے پاس میں نے ایک چھوٹی سی کتاب پڑی دیکھ کر اٹھالی۔ جب اس کا ٹائٹل پیج دیکھا اس پر کتاب کا نام ’’**کشتی نوح**‘‘ اور مصنف کا نام ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ پڑھ کر وہ تقریباً دس سال پرانا راجہ حیات خاں کا طعنہ ’’اومرزیا، قادیانیا‘‘ یاد آگیا اور وہ پرانا سارا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ تو کوئی مرزا قادیانی ہے اور سچ مچ کا ہے اور ارادہ کیا کہ اس کتاب کو غور سے پڑھوں گا تاکہ پتہ چلے کہ یہ ’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ کون ہے اور انہوں نے اس کتاب میں کیا لکھا ہے تاکہ پھر مجھے یہ اندازہ ہوسکے کہ راجہ حیات خاں نے مجھے کس قسم کا طعنہ دیا تھا۔ چنانچہ میں نے شاہ صاحب سے یہ کتاب پڑھنے کے لئے مانگ لی۔ اور نہایت غور سے اس کو محض اس غرض سے پڑھنا شروع کیا کہ کبھی موقع لگا اور زندگی رہی تو راجہ حیات خاں کو اس کا جواب دوں گا۔ مگر مجھے کیا پتہ کہ خدا کی پاک تقدیر میرے ساتھ کیا سلوک کر رہی تھی اور کیا معلوم کہ خدا نے اپنے فضل سے اور محض اپنے ہی فضل سے راجہ حیات خاں کے

طغنے کو میرے لئے تریاق بنا کر مجھے روحانی بیماریوں سے شفا بخشنے کا ارادہ فرمالیا ہوا تھا۔ میں عین سچائی اور دیانت سے یہ کہتا ہوں کہ میں جوں جوں کتاب پڑھتا گیا۔ میری فطری سچائی (جو کہ ہر انسان کے اندر موجود ہے) کو ہدایت سے ایک قرب نصیب ہوتا چلا گیا۔ پوری کتاب پڑھنے کے بعد شرح صدر ہو گیا کہ اس کتاب میں درج تعلیم حق اور اس کا مصنف بھی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کلام خود بول رہا ہے کہ یہ سچے کا کلام ہے چنانچہ اسی روز 1945ء میں بیعت کا خط قادیان لکھ دیا۔

(الفضل 3راگست 2006ء،صفحہ 5)

ایک اور مضمون میں لکھتے ہیں:

پھر میں نے ’’**کشتی نوح**‘‘ مکرم سردار خان صاحب کو دی۔ ہم دونوں اس سے قبل احمدیت سے بالکل بے خبر اور نا آشنا تھے۔ میں تو جو کچھ کتاب میں لکھا تھا اس سے اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً تحریری بیعت کر لی اور مکرم سردار خان صاحب نے بھی کچھ ماہ بعد تحریری بیعت کر لی۔

(الفضل 28 جون 2001ء)

....

مکرم احمد علی احمدی صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ لدھیکے نیویں ضلع لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ 9 ستمبر 1927ء کو **مسٹر سیموئیل عصمت سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ مشن ہائی سکول کلارک آباد** ضلع لاہور میرے ذریعہ احمدی ہوئے۔ وہ قوم سہال سیال ضلع جھنگ کے باشندے ہیں۔ انہوں نے اپنے حالات خود قلم بند کر کے مجھے دیئے ہیں جو یہ ہیں۔

’’میرے ماں باپ کے مرنے کے بعد مجھے جھنگ سے باہر کھیلتے ہوئے پادری پکڑ کر لے آئے۔ اور لائل پور مشن میں رکھا۔ میری عمر 9 یا 10 سال کی تھی۔ پھر وہاں سے دو سال کے بعد گوجرانوالہ میں بھیجا گیا۔ جہاں سے چند ہفتوں کے بعد کلارک آباد ضلع لاہور میں بھیجا گیا۔ اس تمام زمانہ میں مجھے بڑی حفاظت سے رکھا گیا۔ مسلمانوں سے میل جول تک بھی نہ ہونے دیا۔ پورے آٹھ سال ’کلارک آباد‘ میں گزارے۔ دو سال ہوئے۔ منادی کا کام بھی کرتا رہا۔ اور سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ مشن ہائی سکول کلارک آباد کا کام بھی میرے ذمہ رہا۔

اب میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی کئی ایک کتب مثلاً **کشتی نوح** وغیرہ کے مطالعہ کے بعد جو کہ میں خفیۃً کرتا رہا۔ احمدیت کو اختیار کرتا ہوں۔ میں نے جہاں تک ہو سکا کامل تحقیقات کی ہے۔ احباب میری استقامت کے لئے دعا فرماویں۔

(الفضل 12راکتوبر 1927ء،صفحہ 9)

....

پورا ایمان رکھو

جناب محمد دین صاحب ہیڈ کنسٹبل پولیس گجرات حال رخصتی محمود آباد ڈاکخانہ کالا گجراں ضلع جہلم لکھتے ہیں:

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ تحریر ذیل کرتا ہوں۔ اس وقت میری عمر قریباً پچاس سال ہے۔ عرصہ گزر چکا ہے۔ جبکہ میری ابھی اوائل عمری کا زمانہ تھا۔ ازالہ اوہام اور **کشتی نوح** کا مطالعہ کرتا تھا۔ مجھے کشتی نوح کی عبارت (مریم صدیقہ سے عیسیٰؑ کا پیدا ہونا) کے متعلق شکوک پیدا ہوئے کہ اسی دوران میں رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ موضع جادہ جو کہ ہمارے گاؤں سے جانب غرب ہے کی طرف جا رہا ہوں۔ جب اپنے کھیت میں پہنچا تو میری داہنی طرف شمالی جانب سے آتا ہوا ایک بزرگ سفید ریش وسفید پارچات میرے قریب پہنچا۔ جس نے آتے ہی السلام علیکم کہہ کر فرمایا کہ دیکھ لڑکے تمہارے دل میں جو شکوک پیدا ہو رہے ہیں یہ محض شیطانی وساوس ہیں۔ ان کو دل سے نکال دو اور مسیح موعود پر پورا پورا ایمان رکھو کہ یہ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت پہلے پیشگوئیاں ہوئی ہیں۔ خبردار اس راستہ کو نہ چھوڑنا۔

(بشارات رحمانیہ جلد اول، صفحہ 102)

....

تمہارا مرزا ولی تھا

مکرم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب اپنے والد محترم سید حضرت اللہ پاشا صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

احمدی ہوتے ہی والد مرحوم نے سب سے پہلے اپنے والد، بھائی بہنوں اور دیگر اقارب کو دعوتی خط لکھے۔ ابتداءً بہت شدید ردعمل تھا۔ لیکن رشتہ داروں کی طرف سے قطع رحمی کی ہر کوشش کا جواب والد صاحب نے صلہ رحمی سے دیا۔ میرے ددھیالی عزیزوں کے سلوک اور میرے والد کے رویہ کا رشتہ آگ اور پانی کا رہا۔ بیعت سے وفات تک قریباً نصف صدی کا طویل عرصہ بھی والد صاحب کے حوصلے اور تحمل کو تھکا نہ سکا۔ اختلاف اگرچہ قائم رہا لیکن مخالفت دھیرے دھیرے مدّھم پڑتی گئی۔

والد صاحب نے ایک مرتبہ میرے دادا سید صاحب حسینی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ’’**کشتی نوح**‘‘ پڑھنے کو دی۔ ایک خاص عبارت کو پڑھ کر وہ رہ نہ سکے اور بے ساختہ انہوں نے والد صاحب سے کہا ’’واہ! تمہارا مرزا تو ولی تھا۔‘‘ (الفضل 8 مارچ 2003ء)

....

کشتی نوح کا ادبی مقام

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات مندرجہ ’’کشتی نوح‘‘ سے متاثر ہو کر اردو ادب کے ایک بہت بڑے نقاد جناب وقار عظیم نے ایک روز کلاس روم میں کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر کسی ہم عصر سے کم نہیں لیکن ہم تعصب کی وجہ سے اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ ادب میں سے تعصب نکال کر ادبی تصنیفات کا جائزہ لیا جائے گا۔ (الفضل 29 مارچ 1959ء صفحہ 3)

(بحوالہ ماہنامہ انصار اللہ مارچ 1973ء)

....

مطالعہ کی ترغیب

کشتی نوح اتنی پُر اثر اور جامع کتاب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کو اس کتاب کے بار بار مطالعہ کی ترغیب دلاتے تھے۔

ہر احمدی کیلئے تین نصائح

8 نومبر 1902ء کو مونگھیر سے محمد رفیق صاحب بی اے اور محمد کریم صاحب تشریف لائے ہوئے تھے دونوں نے نماز فجر کے وقت حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ بیعت کر چکے تو حضور نے فرمایا کہ

ہماری کتابوں کو خوب پڑھتے رہو تا کہ واقفیت ہو اور کشتی نوح کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرتے رہا کرو اور ہمیشہ خط بھیجتے رہو۔ (ملفوظات جلد 2، صفحہ 502)

ایک نوجوان کو گناہوں سے بچنے کے ذرائع بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ **کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں ان کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو۔** (ملفوظات جلد 2، صفحہ 399)

فرمایا: **الہام میں جو یہ آیا ہے اِلَّاالَّذِیْنَ عَلَوْ اِبِاُسْتِکْبَارٍ** یہ بڑا منذر اور ڈرانے والا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بار بار کشتی نوح کو پڑھو اور قرآن شریف کو پڑھو اور اس کے موافق عمل کرو۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ تم نے اپنی قوم کی طرف سے جو لعنت ملامت لینی تھی لے چکے۔ لیکن اگر اس لعنت کو لے کر خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ صاف نہ ہو اور اس کی رحمت اور فضل کے نیچے نہ آؤ تو پھر کس قدر مصیبت اور مشکل ہے۔

(ملفوظات جلد 2، صفحہ 407)

فرمایا: مَیں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔ اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ جب کوئی طبیب کسی کو کوئی نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہو گا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا جس سے وہ خود محروم ہے۔ **’’کشتی نوح‘‘ کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔**

(ملفوظات جلد 2، صفحہ 541)

....

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 1929ء پر کشتی نوح کے مطالعہ پر خاص زور دیا اور 1930ء میں ہر احمدی کو یہ کتاب پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

اگلے سال تمام کے تمام احمدی پڑھے لکھے یا اَن پڑھ حضرت مسیح موعود کی کتاب کشتی نوح پڑھیں یا سنیں۔ اسی طرح ہر سال ایک کتاب مقرر کر دی جایا کرے تو سب لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری کتب سے واقف ہو جائیں گے۔ آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں سن لیں اور جو یہاں نہیں انہیں سنا دیں کہ اگلے سال کشتی نوح کا پڑھنا یا سننا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ تین گھنٹہ میں ختم ہو سکتی ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

(الفضل 13 جنوری 1930ء)

....

صحابہؓ کا طریق

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابہ کا یہی طریق تھا۔ حضرت ماسٹر عبد الرحمان صاحب نے 8 جولائی 1950ء کو اہل وعیال کے نام ایک وصیت تحریر فرمائی جو صرف دینی امور سے تعلق رکھتی تھی۔ اس وصیت میں آپ نے تاکید فرمائی کہ اگر تم صحابہ کی برکات سے حصہ لینا چاہتے ہو تو ہماری طرح کشتی نوح کا مطالعہ کیا کرو **۔ میں اب بھی سال میں دو ایک مرتبہ اسے پڑھتا ہوں** اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک میں ہم کشتی نوح پڑھ پڑھ کر بعض ہدایات کو خط کشیدہ کر لیتے تھے اور ہفتہ بعد دیکھتے کہ وہ نقص دور ہوا یا خوبی ہم میں پیدا ہوئی یا نہیں۔ اسی طرح صحابہ کیا کرتے تھے اور میں خود تو اپنے بعض عیوب اور کوتاہیوں کو خط کشیدہ کر کے اصلاح کیا کرتا تھا اسی لئے گھر میں اس کتاب کا اور کبھی دوسری کتب حضرت اقدسؑ کا درس دیتا تھا۔ (اصحاب احمد جلد 7، صفحہ 3)

....

سچی کشتی نوح

ستمبر 1902ء میں لندن میں ایک پادری جان ہیو سمتھ پگٹ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ایک خط مسٹر پگٹ کو لکھ کر مزید حالات اس کے دعویٰ کے دریافت کئے تھے جس کے جواب میں اس کے سیکرٹری نے دو اشتہار اور ایک خط روانہ کیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے 11 نومبر 1902ء کو وہ حضرت مسیح موعودؑ کو سنائے۔ پگٹ کے اشتہار کا جو عنوان انگریزی لفظوں میں تھا اس کے معنے ہیں کشتی نوح۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اب ہماری کشتی نوح جھوٹی پر غالب آجائے گی۔ یورپ والے کہا کرتے تھے کہ جھوٹے مسیح آنے والے ہیں سو اوّل لنڈن میں جھوٹا مسیح آ گیا۔ اس کا قدم اس زمین میں اوّل ہے۔ بعد ازاں ہمارا ہو گا جو کہ سچا مسیح ہے۔

(ملفوظات جلد 2، صفحہ 512)

....

کشتی نوح کی اشاعت کثرت سے کی جائے

10 نومبر 1902ء کو مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے نماز مغرب سے پیشتر حضور سے ملاقات کی اور پشاور اور کوہاٹ کا ذکر سنایا کہ وہاں پر اکثر اشتہارات جو کہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں حضور کی مخالفت میں شائع ہوئے ہیں اس نظر سے پڑھے جاتے ہیں کہ گویا وہ حضور کے اشتہارات ہیں اسی مغالطہ سے سرحد کے لوگوں کے دلوں میں آپ کے متعلق یہ خیالات ذہن نشین ہیں کہ نعوذ باللہ جناب نے روزے اپنے خدام کو معاف کر دیئے ہیں اور دیگر الزام لگائے گئے۔ غرض یہ اشتہار اس وضع اور عنوان سے لکھے ہوئے ہیں کہ عوام الناس کو دھوکا لگتا ہے اور یہی خیال کیا جاتا ہے کہ آپ کا مضمون اور آپ کی تحریر ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ کشتی نوح وہاں کثرت سے تقسیم کر دی جائے یہی کافی ہے۔

خواجہ صاحب نے کہا ایک ذی وجاہت شخص کو میں نے دیکھا ہے کہ اس نے اسے پڑھ کر کہا کہ کتاب (کشتی نوح) تو عمدہ ہے اگر آخر میں مکان کے چندہ کا ذکر نہ ہوتا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ کیا تم سے بھی ایک پیسہ مرزا صاحب نے مانگا ہے؟ یا تم نے دیا ہے؟ حضرت مرزا صاحب نے تو ان لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو ان سے تعلق ابنیت کا رکھتے ہیں۔ کیا اگر ایک باپ اپنے بیٹوں سے دو ہزار اس لئے طلب کرے اسے ایک مکان بنانا ہے تو کیا یہ فعل اس کا قابل اعتراض ہو گا؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ (ملفوظات جلد 2، صفحہ 508)

....

مخالفین کا ردعمل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کا ٹیکا لگانے سے متعلق گورنمنٹ انگریزی کی کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے اپنی جماعت کو ٹیکا نہ لگوانے کی ہدایت کی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری تعلیم پر عمل پیرا ہونے والوں کی حفاظت فرمائے گا اور یہ میری صداقت کا نشان ہو گا۔ جماعت احمدیہ کو ٹیکا نہ لگوانے کی ہدایت پر مخالفین نے بڑا شور مچایا۔ مصری جریدہ اللواء کے ایڈیٹر مصطفیٰ کمال پاشا کو بھی جب حضور کی ہدایت معلوم ہوئی تو اس نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے ٹیکے کی ممانعت کر کے ترک اسباب کیا ہے اور یہ خلاف قرآن ہے۔

29 نومبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس احباب میں جلوہ گر ہوئے اور احباب کے ہمراہ سیر کو چلے۔ گزشتہ شب سول ملٹری گزٹ اور پایونیئر کے حوالے سے ٹیکہ طاعون کے خطرناک نتائج جو حضرت اقدس کو سنائے گئے تھے کہ ملکوال میں انیس موتیں ٹیکہ لگنے کے باوجود ہوئیں۔ اس پر فرمایا کہ

یہ بھی خدا تعالیٰ کی کتنی رحمت ہے۔ ہماری کشتی نوح میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اگر آسمانی ٹیکہ کے علاوہ اور اس کے مقابلے پر کسی اور طرح سے زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے تو ہمارا دعویٰ جھوٹا۔

اس ٹیکہ کے انتظام پر گورنمنٹ کا لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے (مگر نتیجہ ظاہر ہے)۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہماری کشتی نوح پر بڑے بڑے متعصب

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: احمدیوں پر ہونے والے مظالم

از صفحہ 4

دی جائے گی وگرنہ وہ علاقہ میں امن کا مسئلہ کھڑا کردیں گے۔ جیل میں بند دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائی گئیں۔ آوازے کسے گئے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شدید دشنام طرازی سے کام لیا گیا اور۔ اپنی دانست میں اسلام کی عظیم خدمت سرانجام دی گئی۔

اُدھر جب نماز کا وقت آیا اور احمدی نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے کپڑا بچھا کر قبلہ رُو ہو کر نماز ادا کرنا شروع کردی تو یہ دیکھ کر مولویوں نے ایک بار پھر اُودھم مچایا۔ پولیس کے سپاہیوں کے پیچھے دوڑے، ان کو خوب صلوٰتیں سنائیں کہ غضب خدا کا یہ شخص تمہاری تحویل میں ہے اور قبلہ رُو ہو کر نماز ادا کر رہا ہے اور تم اس کو بالکل منع نہیں کر رہے۔

پولیس کے سپاہیوں نے احمدی کو دھمکیاں دیں۔ ہم تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرو گے تو جبڑے توڑ دیں گے۔ تمہاری گُدّی سے زبان کھینچ لیں گے۔ جیل کی سلاخوں میں سے بازوؤں کو پکڑا اور مروڑا اور دھمکایا کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت کی تو سخت سزا دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر احمدی کا رشتہ نہ خدا تعالیٰ سے ٹوٹا اور نہ ہی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ہوا یہ کہ بیچارے پر ایک اور مقدمہ درج کر دیا گیا کہ جیل میں بھی نماز پڑھ کر خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔

ایک موقعہ پر تو ایک احمدی نوجوان کے گلے میں مفلر ڈال کر اتنا مروڑا گیا کہ اس نے خیال کیا کہ زندگی کے آخری مراحل آپہنچے ہیں۔ اس کا جرم یہ تھا کہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔ ایک اور نوجوان کو پولیس کے سپاہیوں نے زمین پر الٹا لٹا دیا اور اس کی پیٹھ پر چڑھ کر ناچنے لگے۔ یہ سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے کلمہ کے بیج کو سینے سے لگائے رکھا تھا۔ صد آفرین اس نوجوان کی ہمت پر کہ اس کرب میں بھی زبان سے کلمہ کا وِرد جاری رہا۔ بالآخر سپاہی تھک کر نیچے اتر آئے اور کہا کہ ابھی تک اس ’کافر‘ کی زبان سے کلمہ جاری ہے۔ سمجھ نہیں آتا اس کا کیا علاج کریں؟ کلمہ کی خاطر احمدی نوجوانوں کو درخت سے باندھ کر الٹا لٹکایا گیا۔ تپتی دھوپ میں ریت کے اوپر بٹھایا گیا۔ چیونٹیوں کے بِل پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ احمدی نوجوانوں نے خدا کی رضا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ پاکستان میں شاذ ہی کوئی احمدی خاندان ہوگا جس کا کوئی نہ کوئی عزیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں ایذا نہ پاچکا ہو۔ اور اب تو کلمہ کے ساتھ احمدیوں کی محبت کے قصے پاکستان کی گلیوں میں عام ہیں۔

ایک محفل میں کلمہ بیج کے سلسلہ میں احمدیوں کی گرفتاریوں پر بات ہو رہی تھی۔ محفل میں چند غیر احمدی بھی موجود تھے۔ احمدی نے کہا دوستو! آج ہمیں مبارکباد دو کہ ہم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ فی زمانہ کلمہ سے محبت کرنے والے اگر کچھ لوگ موجود ہیں تو وہ صرف احمدی ہی ہیں۔ یہ باتیں سن کر ایک غیر احمدی بولا ہرگز نہیں۔ ہمیں بھی کلمہ سے کچھ کم محبت نہیں۔ اس پر اُس احمدی نوجون نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ لو کلمہ طیّبہ کا بیج اور کالر پر لگا کر ذرا باہر سڑک پر نکل کر تو دکھاؤ۔ دیکھیں بھلا تمہیں کلمہ سے کتنا پیار ہے۔ دوسرا کہنے لگا نہیں نہیں ایسا نہ کرو بھائی! کیوں اس کو پٹوانے کا ارادہ ہے۔ باہر نکلتے ہی بے چارا دھر لیا جائے گا کہ ’’قادیانی‘‘ کلمہ کا بیج لگائے پھرتا ہے۔ پہلے مار مار کر اس کا بھُرکس نکال دیں گے۔ بعد میں اس کی بات سنیں گے۔

مقدمات کی تفصیل میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ گنتی کے چند بدبخت مولوی ہیں جنہوں نے یہ شیطانی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ احمدیوں پر مقدمات کئے جاویں۔ ان میں نام نہاد مجلس ختمِ نبوّت کے مولوی پیش پیش ہیں۔ پنجاب میں مولوی اللہ یار ارشدؔ اور خدا بخش وغیرہ ہیں۔ سندھ میں ایک چھوٹے سے قصبہ ٹنڈو آدم کا رہنے والا ایک مولوی احمد میاں حمادی ہے جو وہاں کی جامع مسجد کا خطیب ہے اور چونکہ مسجد محکمہ اوقاف کے زیرِ نگرانی ہے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولوی حمادی گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ ہے۔ اس بدبخت مولوی نے بھی احمدیت کی مخالفت کو اپنا پیشہ بنائے رکھا اور نہ صرف سندھ کی جماعت احمدیہ کے افراد پر بلکہ جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے نکلنے والے اخبارات و رسائل الفضل، خالد، مصباح، تحریکِ جدید، تشحیذ الاذہان وغیرہ کے مدیران، پرنٹر، مینیجرز اور پبلشر صاحبان پر کئی ایک مقدّمات ٹنڈو آدم میں کئے تا کہ ان بزرگان کو دُور دراز کا سفر طَے کر کے مقدمہ کی پیشی کے لئے سندھ جانا پڑے۔

مولویوں کے قائم کردہ ان مقدّمات کے علاوہ بہت سے مقدّمات ایسے ہیں جنہیں حکومت کے نمائندگان، ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر صاحبان نے ہوم سیکرٹری کی ہدایت پر بعض احمدیوں کے خلاف قائم کیا۔

جماعت کے خلاف مختلف مقدّمات اور ایف آئی آر پر مشتمل ایک کتاب ’ایف آئی آر‘ کے نام سے شائع کی جا چکی ہے۔ تاریخی شواہد پر مشتمل یہ ایک نہایت اہم دستاویز ہے جس سے غیر احمدی مُلّاؤں کی کلمہ دشمنی، اسلام دشمنی، جھوٹ اور تکذیب و افتراء اور فتنہ انگیزی اور شرارت پر مشتمل کارروائیوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ کس طرح معصوم احمدیوں کو جھوٹے مقدمات میں ملوّث کر کے کس قسم کی قلبی و ذہنی اور عملی اذیتیں دی گئیں۔ لیکن انہوں نے راہِ مولیٰ میں یہ سب ظلم وستم نہایت صبر وشکر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے برداشت کیا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان، مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان) مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور بہت سے دیگر سرکردہ عہدیداران جماعت کے خلاف بھی مقدمات درج کیے گئے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو بھی اس وقت جب آپ بطور ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان خدمات بجا لا رہے تھے سراسر جھوٹے مقدمہ میں ملوّث کر کے حوالات میں رکھا گیا اور عہدِ خلافتِ رابعہ میں آپ کو اسیرِ راہِ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اسی طرح مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (مرحوم) اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (مرحوم) کو بھی زیرِ حراست رکھا گیا اور انہیں اور کئی دیگر معزز عہدیداران جماعت کو راہِ مولا میں اسیری کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان میں سے کئی ایک ضعیف و بیمار اور عمر رسیدہ تھے۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:

صادق آں باشد کہ ایّامِ بلا
می گزارد بامحبّت باوفا

گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا

سب نے اپنے مولا کی محبت میں اسیری کو خندہ پیشانی اور اولوالعزمی سے قبول کر کے اپنے ایمانوں کی صداقت اور خدا تعالیٰ سے محبت اور وفا پر عملی گواہی دی۔

جماعتی اخبار اور رسائل کے مدیران اور پبلشرز، پرنٹرز اور مضمون نگاروں کے خلاف بھی مقدمات بنائے گئے اور انہیں جیلوں میں ڈالا گیا۔

بہت سے احمدیوں کے خلاف قرآن کریم کی توہین اور گستاخئ رسول ؐ کا نہایت ہی گھناؤنا اور سراسر جھوٹ اور افترا پر مبنی الزام لگا کر مقدمات بنائے گئے اور انہیں جیلوں میں ڈالا گیا۔

9/اگست 1987ء کو مولوی احمدی میاں حمادی ساکن ٹنڈو آدم نے ایک تحریری درخواست کے ذریعہ حکّام سے شکایت کی کہ احمدیوں نے خدام الاحمدیہ سپورٹس ریلی کے موقعہ پر لاؤڈ سپیکر پر درود شریف پڑھا اور آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی ہے۔ اس لئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے۔

سانگھڑ سندھ کے ایک احمدی کے خلاف مقدمہ زیرِ دفعہ 295/C اور 298/C درج کیا گیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اپنے گھر کی دیوار پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھا ہوا تھا۔

18/اپریل 1988ء کو جھنگ کے ایک احمدی کی دکان پر علاقہ مجسٹریٹ نے چھاپہ مارا اور ان کے خلاف دکان کے شوکیس کے شیشہ پر کلمہ طیّبہ کا سٹیکر لگانے کے جرم میں زیر دفعہ 295/B مقدمہ درج کر دیا۔ اس مقدمہ میں مجسٹریٹ خود مدّعی تھا۔

ایک مقدمہ میں ایک احمدی کا جرم یہ قرار دیا گیا تھا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کا ٹائم ٹیبل شائع کیا اور اس پر کلمہ طیّبہ اور مسجد نبوی کی تصویر کے علاوہ روزہ رکھنے اور کھولنے کی دعائیں بھی شائع کیں۔

ایک احمدی دوست بس پر سوار ہوئے۔ بس میں سوار چار نوجوانوں نے ان کے ہاتھ پر کلمہ طیّبہ والی انگوٹھی دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تم قادیانی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ وہ احمدی ہیں۔ نوجوانوں نے انہیں کہا کہ انگوٹھی اتار دو کیونکہ غیر مسلم کلمہ طیبہ والی انگوٹھی نہیں پہن سکتا۔ ان کے انکار پر نوجوانوں نے زبردستی انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی۔ چنیوٹ تک یونہی تکرار ہوتی رہی۔ وہاں نوجوانوں نے اس احمدی کو بس سے اتار لیا۔ جی بھر کر گالیاں دیں اور مارتے ہوئے تھانہ کی طرف لے گئے۔ پولیس افسران نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ ربوہ کا کیس ہے لہٰذا اس احمدی کو دوبارہ ربوہ لایا گیا جہاں تھانہ میں ان کے خلاف کلمہ طیبہ کی انگوٹھی پہننے اور تبلیغ کرنے کے جرم میں زیرِ دفعہ 298/B اور 298/C مقدمہ درج کیا گیا۔

ایک مقدمہ میں غیر احمدی مولوی کی طرف سے یہ جرم بیان کیا گیا کہ ’’29/دسمبر 1988ء کے الفضل میں اسلامی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ ایک مرتدہ کافرہ کے لئے دعائے مغفرت اور ’مرحومہ‘ کا لفظ لکھا گیا ہے۔ ان الفاظ سے قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے اور جرم کا ارتکاب کیا ہے۔‘‘

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشنِ تشکّر کے موقع پر ایک مقدمہ بعض احمدی نوجوانوں کے خلاف اس جرم کی بِنا پر قائم کیا گیا کہ وہ آدھے بازوؤں والی سیاہ بُنیانیں/ٹی شرٹس جن پر 100 Years of Truth لکھا ہوا تھا پہنے ہوئے تھے، مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے لگا رہے تھے اور آتش بازی چلا کر جشن کا اظہار کر رہے تھے۔

ایک احراری مولوی کی درخواست پر 18/دسمبر 1989ء کو زیر دفعہ 298/C تھانہ ربوہ میں تیرہ سرکردہ احمدی احباب کے خلاف ایک مقدمہ کا اندراج کیا گیا جس میں شکایت کی گئی کہ ربوہ میں احمدی مساجد اور رہائشی مکانات پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات تحریر کی گئی ہیں۔ اس مقدمہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی معزز افراد اور سلسلہ کے عمائدین کو نامزد کیا گیا۔

ایس ایچ او تھانہ ربوہ کی طرف سے ایک مقدمہ **تمام احمدی اہالیان ربوہ کے خلاف جن کی آبادی کم و بیش پچاس ہزار ہے** مورخہ 15/دسمبر 1989ء کو زیرِ دفعہ 298/C تعزیراتِ پاکستان درج کیا گیا۔ تھانیدار نے پرچہ درج کرتے ہوئے لکھا:

’’بروئے اطلاعات و خط و کتابت عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت و مبلغین احرار و معزّزین علاقہ کے توسّط سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ علاقہ تھانہ ربوہ کے مختلف مقامات پر بسنے والے مرزائی جنہیں آئینِ پاکستان کی ترمیم 1974ء کی رُو سے غیر مسلم اقلّیت قرار دیا گیا ہوا ہے اور امتناع قادیانی آرڈیننس 1984ء کی رُو سے قادیانی مذہب کی ہر قسم کی تبلیغ تحریرًا التقریرًا۔ اشارۃً بلاواسطہ و بالواسطہ اور اسلامی و قرآنی اصطلاحات کے استعمال سے روکا گیا۔ لیکن مرزائیوں نے اس پابندی کے باوجود اپنی قبروں، عمارات، دفاتر جماعت احمدیہ، عبادت گاہوں، کاروباری مراکز وغیرہ پر کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات تحریر کی ہوئی ہیں۔ مزید یہ کہ وہ آئے دن مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں جن میں جان بوجھ کر مسلمانوں کو ’السلام علیکم‘ کہہ دینا اور اذان فجر کے اوقات میں ٹولیوں کی صورت میں بآوازِ بلند شہر میں کلمہ طیّبہ پڑھنا اور دیگر ہیچوں قسم کی اسلامی حرکات کا اعادہ کرتے ہیں۔‘‘

ایک مقدّمہ اس بِنا پر قائم کیا گیا کہ مجلس اطفال الاحمدیہ کی آل ربوہ صنعتی نمائش منعقدہ ایوانِ محمود ربوہ بروز یکم، دو، تین اکتوبر 1990ء کے لئے جاری کردہ داخلہ ٹکٹ پر ’مسلم‘، ’کلمہ طیبہ‘ اور قرآنِ کریم کی آیت لکھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ اس کی درخواست پر منتظمین نمائش پر زیرِ دفعہ 298/C تھانہ ربوہ میں مقدمہ درج کیا گیا۔

جن احمدیوں پر مقدمات بنائے گئے ان میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی، بڑی عمر کے ضعیف اور معمّر افراد بھی تھے اور نوجوان اور بچے بھی۔

مئی 1992ء میں ننکانہ صاحب کے ایک احمدی ناصر احمد صاحب نے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے جو دعوتی کارڈ شائع کیا اس پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ. اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ. اِنۡشَاءَ اللّٰہُ اور نکاح مسنونہ کے الفاظ درج تھے۔ اس پر ان کے اور جن دیگر بارہ احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ان میں ایک شاہ رُخ سکندر صرف نو (9) ماہ کا بچہ تھا۔

مقدمہ ساہیوال

26/اکتوبر 1984ء کو ساہیوال کی احمدیہ مسجد میں صبح نماز کے بعد بعض مولویوں نے اور ان کے مدرسوں میں پڑھنے والے طلباء نے مل کر ہلّہ بول دیا اور اپنے ساتھ وہ برش اور پینٹ وغیرہ لے کر آئے تا کہ مسجد سے جہاں جہاں کلمہ شہادۃ لکھا ہوا ہے اُس کو مٹا دیں۔ چنانچہ باہر کی

دیواروں پر اور باہر کے دروازے پر تو وہ مٹانے میں کامیاب ہو گئے لیکن جب مسجد کا جو اندر کا دروازہ ہے اس پر سے کلمہ مٹانے لگے تو چند نوجوانوں نے جو وہاں اُس وقت موجود تھے مزاحمت کی اور یہ کہا کہ کسی قیمت پر بھی خواہ ہماری جان جائے ہم تمہیں اپنی مسجد سے کلمہ شہادۃ نہیں مٹانے دیں گے۔ چونکہ حملہ آوروں کی تعداد بہت زیادہ تھی ایک نوجوان کو تو انہوں نے وہیں پکڑ لیا اور باقیوں کو قتل کی دھمکی دیتے ہوئے مسجد پر حملہ کر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اس وقت وہاں ایک احمدی نوجوان نے بندوق سے دو فضائی فائر کئے تا کہ حملہ آور ڈر کے بھاگ جائیں اور ڈر کر کچھ دیر کے لئے وہ بھاگ کر باہر نکل گئے لیکن پھر وہ دوبارہ ہلّہ بول کے اندر گئے۔ اُس وقت اپنی جان کے خطرے کے پیشِ نظر یا اس اعلیٰ مقصد کے لئے کہ کسی قیمت پر بھی وہ مسجد احمدیہ سے کلمہ شہادۃ کو نہیں مٹنے دیں گے، اسی نوجوان نے دو فائر کئے اور اس کے نتیجے میں دو حملہ آور وہیں زخمی ہو کر گر گئے اور وہیں انہوں نے جان دے دی اور باقی بھاگ گئے۔ بعد ازاں پولیس نے جو ملزم گرفتار کئے جن پہ الزام بتایا گیا وہ سات تھے لیکن مقدمہ گیارہ کے خلاف درج کیا گیا۔ عملاً فائر کرنے والا صرف ایک نوجوان تھا اور باقی تین کی طرف سے حملہ آوروں کو کسی قسم کی کوئی گزند نہیں پہنچی۔ اس کے علاوہ جن افراد کو مقدمہ میں نامزد کیا گیا ان میں سے بعض موقع پر موجود ہی نہیں تھے۔ یوں خلافِ واقعہ جھوٹے طور پر معصوم احمدیوں کو بھی اس مقدمہ میں ملوّث کیا گیا۔ ان میں سے ایک جماعت کے مربی سلسلہ محمد الیاس منیر صاحب تھے جو مسجد سے ملحقہ اپنے گھر میں تھے۔ ان کو جب بندوق کے چلنے کی آواز آئی تو وہ نیچے آئے اس وقت ان کو پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے تھے جو ساہیوال میں موجود نہیں تھے۔ مگر ان علماء نے جانتے ہوئے کہ سارا جھوٹ ہے نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کا نام پرچے میں درج کروایا جن کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں تھا بلکہ سارا سراسر الف سے ی تک پوری کی پوری جھوٹی کہانی بنائی۔ چونکہ دو احمدی جن کے خلاف الزام تھا کہ انہوں نے قتل میں حصہ لیا ہے وہ وکیل تھے اور بار کونسل کے ممبر اور ہر دلعزیز ممبر تھے۔ اس لئے ان مولویوں کے جھوٹ سے پردہ فاش کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی بن گیا کہ بار کونسل نے ایک بڑا شدید Resolution پاس کیا اور اس بات کی گواہی دی کہ یہ دو احمدی جو ہماری کونسل کے ممبر ہیں ان کے متعلق تو ہم قطعی طور پر جانتے ہیں کہ ان کا دُور کا بھی اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا نام خارج کیا جائے۔

اُس علاقے میں یہ جھوٹ اتنا مشہور ہوا کہ بہت سے چوٹی کے شریف وکلاء جو Criminal Cases کے ماہرین تھے انہوں نے علماء کے مقدمہ کی پیروی سے کلّیۃً انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اتنا جھوٹا مقدمہ، ایسا ظالمانہ الزام کہ معصوم لوگ جن کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ان کو تم شامل کر رہے ہو اور پھر ساری کہانیاں الف سے ی تک جھوٹی ہیں۔ کلمہ مٹانے جا رہے ہو اور بیان یہ دے رہے ہو کہ ہم یہ سننے گئے تھے کہ مسجد میں اذان تو نہیں ہو رہی اور یہ سننے کے لئے اس وقت گئے تھے جبکہ نمازیں بھی ختم ہو چکی تھیں اور نمازی اپنے اپنے گھروں کو بھی جا چکے تھے۔ اور یہ کہنا کہ ہم اندر گئے بھی نہیں۔ ہم تو صرف کھڑے سن رہے تھے، اس پر فلاں فلاں شخص نے اس طرح فائرنگ کی اور اس طرح حملہ کر کے ہمیں قتل کیا اور پھر گھسیٹ کر اندر لے گئے۔ تو ایک طرف علماء دین کی یہ جرأت اور بے باکی تھی کہ خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی قسمیں کھا کر اور قرآن اُٹھا اُٹھا کر کلّیۃً بے بنیاد واقعات کی شہادت دے رہے تھے اور دوسری طرف وہ جن کو دنیا دار کہا جاتا ہے یعنی عام وکلاء اپنی روزی کمانے والے جن کا ظاہری طور پر دین سے تعلق نہیں ہے، وہ حیا محسوس کر رہے تھے کہ اس مقدمے میں فیس لے کر بھی کسی طرح ملوّث ہو جائیں۔

وہ سات افراد جن کو گرفتار کیا گیا تھا ان کو طرح طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور ایک لمبا عرصہ تک بہت شدید تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن اللہ کے فضل سے وہ لوگ ثابت قدم رہے۔

اس مقدمے کا جو فیصلہ سنایا گیا اُس کی رُو سے دو احمدیوں رانا نعیم الدین صاحب اور محمد الیاس منیر صاحب کو موت کی سزا سنائی گئی اور باقی کو عمر قید پچیس پچیس سال قید با مشقت۔ یہ مقدمہ تو شروع سے آخر تک جھوٹ ہی جھوٹ تھا، لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اس فیصلے کی توثیق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے خود کی اور اخباروں میں فخر کے ساتھ اس بات کا اعلان کروایا کہ وہ اس قتل کے ذمہ دار احمدیوں کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ وہ پہلو ہے جو اس لحاظ سے تعجب انگیز ہے کہ دنیا بھر میں مقدمات ہوتے ہیں، قتل ہو جاتے ہیں۔ واقعۃً سچے مقدمات میں سزائیں ملتی ہیں مگر ملکوں کے صدر کبھی اپنے نام کو ان باتوں میں ملوّث نہیں کیا کرتے۔ عدلیہ کی کارروائی ہوتی ہے سچی ہو یا جھوٹی ہو لیکن ایک ملک کا صدر فخر سے یہ اعلان کرے کہ یہ جو قتل ہونے والے ہیں اس کا فیصلہ میں نے کیا ہے۔ یہ بات نہ صرف عموماً تعجب انگیز ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ فیصلہ کرنے والے کی دہریت سے پردہ اٹھاتی ہے۔ دنیا کے نام پر مظالم کرنے والے بعض دفعہ خدا کے قائل بھی ہوتے ہیں تو غفلت کی حالت میں ظلم کر جایا کرتے ہیں۔ مگر ایک شخص جو خدا کے نام پر ظلم کر رہا ہو اور معصوم انسان کے متعلق قتل کا فیصلہ کر رہا ہو۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کو خدا پر ایمان ہو یا اس بات پر یقین ہو کہ وہ قیامت کے دن جوابدہ ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ظالمانہ فیصلے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”قرآن سے یہ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ایسے فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ بعض ظالموں کو ظلم کا موقع بھی مل جاتا رہا ہے لیکن خدا کی پکڑ ضرور ظاہر ہوئی ہے اُن کے متعلق۔ آہستہ آئی ہو یا دیر سے آئی ہو۔ خدا کی پکڑ نے ایسے صاحب جبروت لوگوں کو جو اپنے آپ کو صاحب جبروت سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ کو بے طاقت اور بے اختیار جانتے تھے یا اس کے وجود ہی کے قائل نہیں تھے اُن کے اس طرح نام و نشان دنیا سے مٹا دیئے کہ عزت کا ہر پہلو اُن کے ناموں سے مٹ گیا اور ذلّت کے سارے پہلو اُن کے ناموں کے ساتھ لگے ہوئے ہمیشہ کے لئے زندہ رہ گئے۔ رہتی دنیا تک رحمتوں کی بجائے لعنتوں سے یاد کرنے کے لئے وہ نام باقی رکھے گئے۔

اس لئے ہم تو اس خدا کو جانتے ہیں، اُس صاحب جبروت کو جانتے ہیں۔ کسی اور خدا کی خدائی کے قائل نہیں۔ اس لئے احمدیوں کا سر ان ظالمانہ سزاؤں کے نتیجے میں جھکے گا نہیں بلکہ اَور بلند ہوگا اَور بلند ہوگا یہاں تک کہ خدا کی غیرت یہ فیصلہ کرے گی کہ دنیا میں سب سے زیادہ سربلندی احمدی کے سر کو نصیب ہوگی کیونکہ یہی وہ سر ہے جو خدا کے حضور سب سے زیادہ عاجزانہ طور پر جھکنے والا سر ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/فروری 1986ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 162)

آپؒ نے فرمایا:

”ہم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ توفیق بخشے گا کہ نہیں کہ اپنے ظالمانہ فیصلے پر عمل پیرا ہو سکیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ میں جو بھی تدبیریں رکھی ہیں ان تدبیروں سے بھی ہم کام لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے اور تقدیروں کے رخ بدلنے کے لئے جو دعا کے ہتھیار ہمیں عطا کیے ہیں ہم ان دعاؤں سے بھی کام لیتے رہیں گے کیونکہ دعاؤں کے ذریعہ تقدیریں بھی ٹل جایا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود خدا کی مرضی بہر حال غالب رہے گی۔ اگر خدا نے کسی قوم کو شہادت کی سعادت عطا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ہم اس کی ہر رضا پر راضی رہیں گے۔“

آپؒ نے اسی خطبہ میں فرمایا:

”خدا کے نام پر مرنے کے لئے تیار رہنے والوں کو کبھی موت مار نہیں سکی، کبھی کوئی دشمن ان پر فتح یاب نہیں ہو سکا۔ اپنی دعاؤں میں التزام اختیار کرو کیونکہ قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔

”جو مانگتا ہے اس کو ضرور دیا جاتا ہے۔ اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خرگدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں ان کو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے۔ جب یہ اَڑ کر دعا کرتا ہے یعنی بندہ تو پالیتا ہے۔ کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں۔“ (الحکم جلد 8 مارچ 1906ء)“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/فروری 1986ء۔ خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 169-170)

حضور رحمہ اللہ نے ان اسیرانِ راہِ مولا کے دکھ کو اس طرح اپنے اوپر لیا کہ آپ اکثر اپنے خطبات و خطابات میں ان کی رہائی کے لئے احبابِ جماعت کو نہایت دلسوزی سے دعاؤں کی تحریک فرماتے۔ آپ کس طرح ان کی آزادی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے رہے، اس کا اندازہ آپ کے ان خطوط سے بھی ہوتا ہے جو آپؒ نے ان اسیران اور ان کے اہلِ خانہ و عزیزوں کو خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔

اس مقدمہ ساہیوال اور اسیرانِ راہِ مولیٰ کے کرب انگیز حالات کی تفصیل جاننے کے لئے ملاحظہ ہو مکرم الیاس منیر صاحب کی خودنوشت کتاب ’حکایتِ دار و رَسن‘۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنی ایک نظم میں اسیرانِ راہِ مولا کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

ہیں کس کے بَدَن دیس میں پابندِ سلاسِل
پَردیس میں اِک روح گرِفتارِ بلا ہے
کیا تم کو خبر ہے رَہِ مولا کے اَسیرو!
تُم سے مجھے اِک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے
آجاتے ہو کرتے ہو مُلاقات شب و روز
یہ سلسلۂ رَبطِ بَہم صُبح و مَسا ہے
اَے تنگیٔ زِنداں کے سَتائے ہوئے مہمان
وَا چشم ہے، دِل بَاز، درِ سینہ کھُلا ہے
تم نے مِری جلوَت میں نئے رنگ بھرے ہیں
تم نے مِری تنہائیوں میں ساتھ دیا ہے
تم چاندنی راتوں میں مِرے پاس رہے ہو
تم سے ہی مری نقرئی صُبحوں میں ضِیا ہے
کِس دن مجھے تم یاد نہیں آئے مگر آج
کیا روزِ قیامت ہے! کہ اِک حَشر بپا ہے
یادوں کے مُسافِر ہو تمنّاؤں کے پیکر
بھر دیتے ہو دِل، پھر بھی وہی ایک خَلا ہے
سینے سے لگالینے کی حسرت نہیں مٹّتی
پہلو میں بٹھانے کی تڑپ حَد سے سوا ہے
یا رَبّ یہ گدا تیرے ہی دَر کا ہے سوالی
جو دَان ملا تیری ہی چوکھٹ سے ملا ہے
گُم گشتہ اَسیرانِ رَہِ مولا کی خاطر
مدت سے فقیر ایک دُعا مانگ رہا ہے
جس رَہ میں وہ کھوئے گئے اُس رہ پہ گدا ایک
کشکول لئے چلتا ہے لب پہ یہ صَدا ہے
خیرات کر اَب اِن کی رہائی مرے آقا!
کشکول میں بھر دے جو مِرے دِل میں بھرا ہے
میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

آپؒ کم و بیش مسلسل دس سال تک اسی کرب میں مبتلا رہے۔ بالآخر آپؒ کی دعائیں اس شان سے بارگاہِ ربّ العزت میں قبولیت کے شرف سے بازیاب ہوئیں کہ وہ ظالم حکمران جو اِن اسیران کو پھانسی پر لٹکانا چاہتا تھا وہ خود خدا تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور ایک فضائی حادثہ میں اس عبرتناک طور پر ہلاک ہوا کہ اس کا تمام جسم جل کر خاکستر ہو گیا۔ اور ملک میں ایسی تبدیلیاں آئیں کہ پہلے ان اسیران کی موت کی سزا عمر قید میں تبدیل ہوئی اور پھر بالآخر 20/ مارچ 1994ء کو ان کی رہائی عمل میں آئی۔ بعد میں یہ اسیرانِ راہِ مولیٰ لندن آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ ساہیوال کی یہ رہائی اور ان کی موت کے خواہاں جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت اور رسوائی اس دَور کے زبردست نشانوں میں سے نشان تھے جو خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی صداقت اور اس کے مؤیّد من اللہ ہونے پر گواہ ہیں۔

(باقی آئندہ)

انسان کا اصل مدّعا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ جلد سوم حصہ ہفتم صفحہ 383۔ ایڈیشن اگست 2004ء۔ مطبوعہ قادیان)

بقیہ مختصر عالمی جماعتی خبریں از صفحہ نمبر 20

خیالات کا اظہار کیا۔

مہمانوں کے تأثرات

❁...''چیئرمین یونین کونسلر'' نے کہا کہ یہ مسجد ہمارے علاقہ کی سب سے خوبصورت مسجد ہے۔ لیکن آپ سب احمدی اس بات کا خیال رکھیں کہ مسجد کی آبادی اس کے مکینوں سے ہوتی ہے یعنی عبادت کرنے سے۔ عبادت کرو اور جماعت کی نیک تعلیمات دنیا میں پھیلاؤ۔

❁...''King of Egealou'' نے مسجد کی تعمیر پر

بینن کے ریجن پوبے کے گاؤں ایگیلو میں احمدیہ مسجد کی ایک تصویر

جماعت کو مبارکباد دی اور کہا کہ ہم سب کا فرض ہے کہ اس مسجد کو آباد رکھیں اور توحید کو دنیا میں پھیلائیں۔

❁...''گاؤں کے چیف'' نے کہا کہ جماعتِ احمدیہ نے اس جنگل میں مسجد تعمیر کر کے یہ ثبوت دیا کہ جماعتِ احمدیہ اپنا پیغام ہر طبقہ تک پہنچا رہی ہے۔ خواہ وہ شہر ہو یا گاؤں۔ امید ہے کہ اس مسجد کی تعمیر سے علاقے میں ایک نئی اور اچھی تبدیلی واقع ہوگی۔

❁...''پادری پروٹسٹنٹ چرچ'' نے کہا کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جب مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے دعوت نامہ ملا تو مجھے حیرانی ہوئی کہ ہمیں کیوں بلایا ہے۔ مَیں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ کسی مسلمان فرقہ نے تو ہم سے محبت کا اظہار کیا۔ آپ کی تقریب میں شامل ہو کر بہت خوش ہوا ہوں۔ ہم دعا گو ہیں کہ آپ کی جماعت ترقی کرتی جائے اور محبت اور امن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلائے۔

❁...صوبہ کے ڈائریکٹر ڈیپارٹمنٹل پولیس کی طرف سے دو نمائندے شامل ہوئے۔ انہوں نے بھی مسجد کی تعمیر پر جماعتِ احمدیہ کو مبارکباد دی۔

مہمانوں کے تأثرات کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے ''مساجد کے آداب اور ذکرِ الٰہی کی اہمیت'' پر تقریر کی اور آخر پر دعا کرائی۔

بعد ازاں نمازِ جمعہ ادا کی گئی مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے ظہورِ مسیح موعودؑ آپؑ کی پاک جماعت کے قیام پر خطبہ دیا۔ نمازِ جمعہ کے بعد ظہرانہ پیش کیا گیا۔ پروگرام کی حاضری 269 افراد رہی۔

﴿گھانا﴾

جامعہ احمدیہ گھانا کی چھٹی سالانہ کھیلوں کا کامیاب انعقاد

[خلاصہ رپورٹ مرسلہ: مکرم عبدالسمیع خان صاحب، استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا]

طلبا جامعہ احمدیہ کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو نشوونما دینے کے ساتھ ساتھ ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لئے مختلف پروگرام سارا سال جاری رہتے ہیں جن میں کھیلوں اور ورزشوں کا پروگرام سرفہرست ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال 11 تا 14 اپریل 2018ء یہ سالانہ کھیلیں منعقد ہوئیں۔ جن میں 13 انفرادی اور 7 ٹیم ایونٹ شامل تھے۔ اجتماعی مقابلوں میں رسّہ کشی، فٹبال، والی بال، ٹیبل ٹینس، میروڈبہ، باڑی، اور ریلے ریس منعقد کرائے گئے۔ جبکہ انفرادی طور پر ٹیبل ٹینس، ثابت قدمی، گولہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، کلائی پکڑنا، لانگ جمپ، 100 میٹر دوڑ، 400 میٹر دوڑ، مشاہدہ معائنہ، نشانہ غلیل، slow سائیکلنگ، پنجہ آزمائی، اور روک دوڑ کے مقابلے کرائے گئے۔

اس کے علاوہ سٹاف کے مابین کرکٹ اور slow سائیکلنگ کے دلچسپ مقابلے بھی ہوئے۔ کرکٹ میں قریبی علاقوں سے آئے ہوئے مبلغین نے بھی حصہ لیا۔

اجتماعی مقابلوں کے لئے طلبا کو 4 گروپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ گروپوں کے نام یہ ہیں: امانت، عدالت، شفقت، قناعت۔

11 اپریل 2018ء کو مکرم عبدالسمیع خان صاحب کی صدارت میں افتتاحی تقریب تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں نظم اور ناظم اعلیٰ مکرم انور اقبال ثاقب صاحب کی ضروری ہدایات کے بعد مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے مختصر تقریر کی اور دعا کے ساتھ سالانہ کھیلوں کا افتتاح کیا۔

14 اپریل کو 11 بجے آخری کھیل ''روک دوڑ'' کا آغاز ہوا۔ جس کو دیکھنے کے لئے دور دور سے معززین، مربیان سلسلہ، معلمین اور مقامی جماعت کے افراد بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ خواتین نے بھی مناسب انتظام کے تحت اسے دیکھا۔ روک دوڑ جامعہ احمدیہ ربوہ کی ایک قدیم روایت ہے جس میں ایک کھلاڑی مختلف رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ امسال اس دوڑ میں 26 رکاوٹیں تھیں۔ جس میں جمپ کرنا، کرالنگ (crawling)، نشانہ غلیل، سرنگ عبور کرنا، اچھل کر لٹکی ہوئی گاجر اور سیب کھانا، زگ زیگ (zig zag) رستوں سے گزرنا، بوری پہن کر اچھلتے ہوئے جانا، سوئی میں دھاگا ڈالنا، غبارہ پھاڑنا، لٹکے ہوئے ٹائر کراس کرنا۔

گھانا کے نائب امیر دوم مکرم عبدالوہاب عیسیٰ صاحب کی صدارت میں اس تقریب کا آغاز ہوا۔ انہوں نے کھلاڑیوں کے لئے شروع میں ایک پیغام سنایا جسے تمام رکاوٹوں کے بعد آخر پر صدر مجلس کو سنایا گیا اور انہوں نے ہی اس مقابلہ پیغام کے نمبر لگائے۔

روک دوڑ میں قریباً 40 طلبا نے حصہ لیا اور حاضرین نے بھی خوب لطف اٹھایا اس کے بعد تائی کوانڈو (Taekwondo) کا مظاہرہ ہوا۔ یہ ایک کورین کھیل ہے جس کا مطلب ہے ہاتھوں اور پیروں سے دفاع کرنا۔ اسے دوسری جنگ عظیم کے وقت ایک جنرل نے ایجاد کیا تھا۔ اور اب عالمی سطح پر اس کے مقابلے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ اور پھر اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ جس کی صدارت بھی نائب امیر دوم مکرم عبدالوہاب عیسیٰ صاحب نے کی۔

تلاوت اور نظم اور ناظم اعلیٰ کی طرف سے رپورٹ کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی۔ انتظامیہ کی درخواست پر صدر مجلس سے پہلے 4 مہمانوں نے انعامات تقسیم کئے۔

1۔ محترم ابوبکر اینڈرسن (Anderson) صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ منکسم۔ 2۔ مکرم یوسف ابووبے (Abu Wobey) انٹرنل آڈیٹر آف احمدیہ مشن گھانا۔ 3۔ مکرم عمر فاروق صاحب مبلغ سلسلہ۔ 4۔ مکرم احمد سلیمان اینڈرسن صاحب نائب امیر دوم۔

آخر پر صدر مجلس نے انعامات تقسیم فرمائے۔ خطاب کیا اور دعا کروائی۔ صدر مجلس سمیت معزز مہمانوں کی خدمت میں تحائف بھی پیش کئے گئے۔ نماز ظہر و عصر کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان کھیلوں کو جامعہ اور طلبا کے لئے بابرکت بنائے۔

....

بقیہ: کشتیٔ نوح کی تاثیرات از صفحہ نمبر 13

اخباروں نے حتیٰ کہ مصر کے اللواء نے بھی مخالفت میں مضمون درج کیا کیا ان کی رُوسیاہی ہوئی یا نہیں؟ حق کا رعب ایسا ہوتا ہے کہ منہ بند ہو جاتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ اللّواء کیا لکھے گا اور اب بھی شرمندہ ہوگا یا نہیں؟

ایک دو دن اور ٹھہر جائیں اور دیکھ لیں۔ ذرا طبیعت ٹھیک ہو جائے تو ان موتوں کے مفصل حالات دریافت کر کے پھو اللواء کو پیش کئے جائیں یہ اس کے لئے بڑا تازیانہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں ہیں اور اسی کا کام ہے۔ (ملفوظات جلد دوم، صفحہ 546)

نیز اس اعتراض کے جواب میں حضرت اقدس نے عربی زبان میں ''مواھب الرحمٰن'' کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی جو جنوری 1903ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ایڈیٹر مذکور کے اعتراض کا مفصل و مدلل جواب دیتے ہوئے اپنے عقائد اور جماعت کے لئے تعلیم اور ان نشانات کا بھی ذکر فرمایا ہے جو گزشتہ تین سال میں ظاہر ہوئے تھے۔

....

علمی شعاعیں

حضرت مسیح موعودؑ کی اس معرکۃ الآراء کتاب سے غیر احمدی مصنفین نے بھی خوب استفادہ کیا ہے اور حضور کا نام اور کتاب کا حوالہ دیئے بغیر اس کے معارف اپنی کتب میں درج کئے ہیں۔ مثلاً: مولانا سید نذیر الحق قادری صاحب کی کتاب ''الاسلام'' میں پنجگانہ نمازوں کے اوقات کی حکمت سے متعلق کئی اقتباس درج ہیں (صفحہ 686 تا صفحہ 688) یہی مضمون مولانا محمد اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' میں بغیر حوالہ کے درج کیا ہے۔ (49 تا 51)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض پرزور اقتباسات جی ایم مفتی صاحب مدیر ہفت روزہ قائد مظفر آباد آزاد کشمیر نے عذاب الٰہی کے عنوان کے تحت 23 اگست 1973ء کو اپنے اداریہ میں قلمبند کئے۔ بزرگ کشمیری صحافی میر عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ انصاف راولپنڈی نے اس سرقہ کا پول کھولا اور کشتی نوح اور اداریہ کے اقتباس کا عکس شائع کرتے ہوئے سخت گرفت کی۔

(انصاف 22 اپریل 1976ء، صفحہ 6)

مولانا محمد مکی صاحب ایڈیٹر The Muslim Digest جنوبی افریقہ نے جولائی، اگست 1990ء کے شمارہ میں ایک اداریہ لکھا جو کشتی نوح کے انگریزی ترجمہ سے ماخوذ تھا۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا تاریخی انٹرویو (دوسری و آخری قسط)

مجلس خدام الاحمدیہ یُوکے کو صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تاریخی انٹرویو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جو روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 اور 10 مئی 2012ء میں شامل اشاعت ہے۔ اس انٹرویو میں سے انتخاب کی دوسری اور آخری قسط ہدیۂ قارئین ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ افریقہ میں مَیں نے اپنے قیام کو کافی Enjoy کیا۔ جب میں وہاں گیا تھا اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ میں ایک ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں بجلی، گیس اور پانی نہیں ہے۔ سکول کے پرنسپل مجھے کماسی سے اپنے ساتھ سلاگا لے گئے جو غانا کے شمال میں ایک دُور دراز قصبہ ہے۔ یہاں ہماری رہائش ایک بہت چھوٹے سے مکان میں تھی۔ دو کمرے تھے اور سامنے تین چار فٹ کا برآمدہ تھا۔ ایک طرف کچن اور ٹائلٹ باتھ تھا۔ ایک کمرہ میں مَیں رہتا تھا اور ایک کمرہ میں وہ اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے۔ اس طرح رہنا بہت مشکل تھا اور آپ کو پتہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے کتنی مشکل ہوسکتی ہے جہاں ساتھ ہی ایک فیملی بھی رہتی ہو۔ ٹائلٹ جانا ہو یا کسی اور جگہ جانا ہو اس کے لئے پہلے اعلان کرنا پڑتا تھا کہ میں باہر آرہا ہوں یا فلاں جگہ جانا چاہتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اپنی ہر حرکت کے بارہ میں پہلے سے آگاہ کرنا پڑتا تھا کہ مَیں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ میں چند ماہ ان کے ساتھ وہاں قیام پذیر رہا۔ پھر مَیں نے الگ گھر میں رہائش رکھ لی۔ ایک سال تک اپنی فیملی کے بغیر اکیلا رہا۔

سلاگا سے سَتّر میل کے فاصلے پر ایک بڑا شہر ٹمالے تھا۔ اُن دنوں ہم سکول کے لئے ایک نئے بلاک کی تعمیر کر رہے تھے اور عمارتی سامان خریدنے ٹمالے جایا کرتے تھے بلکہ گھر کی اشیاء اور کھانے پینے کی چیزیں خریدنے کے لئے بھی وہاں جاتے تھے۔ ٹمالے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کی کوئی اچھی سہولت موجود نہیں تھی۔ گورنمنٹ کی صرف ایک بس تھی جو صبح کے وقت اور پھر شام کو ٹمالے جایا کرتی تھی۔ ہم اس سفر سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ کب بس خراب ہوجائے گی۔ سب سے پہلے مَیں نے ٹمالے میں رہنے والے مبلغین سے ہی چپاتی بنانا سیکھی تھی۔ عام طور پر مَیں ناشتہ بریڈ اور انڈے سے کرتا تھا۔ دوپہر کا کھانا نہیں ہوتا تھا۔ قریباً چار بجے سکول بند ہونے کے بعد مَیں شام کا کھانا تیار کرتا تھا۔ ’یام‘ یا اسی قسم کے کسی سالن کے ساتھ کچھ چپاتیاں بناتا تھا۔ شروع کے اُن دنوں میں میرا وزن 25 پاؤنڈ کم ہوگیا تھا جو کچھ دیر بعد ٹھیک ہوگیا۔ تو یہ ایک Adventure تھا جسے مَیں نے Enjoy کیا۔

اُن دنوں ایک اَور ایڈونچر بھی ہوا۔ یہ بس جب ٹمالے جانے کے لئے سلاگا پہنچتی تھی تو اس میں کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں ملتی تھی۔ اس لئے ہم اس میں اُس وقت سوار ہوجاتے جب یہ ٹمالے سے آرہی ہوتی اور پھر پہلے 17 میل کے فاصلے پر واقع آخری سٹاپ (Lake) تک جاتے کیونکہ وہاں بس خالی ہوجایا کرتی تھی اور بیٹھنے کی جگہ مل جاتی تھی۔ لیکن اس طرح ہمیں مجموعی طور پر 34 میل کا زائد سفر کرنا پڑتا تھا۔

ایک دفعہ مَیں اور ہمارے مبلغ رزاق بٹ صاحب ٹمالے جارہے تھے۔ لیکن جب بس اپنے آخری سٹاپ (Lake) پر پہنچی تو خراب ہوگئی۔ یہ شام کا وقت تھا۔ اس وقت مَیں عمارتی سامان خریدنے جارہا تھا۔ سکول کی تعمیر کے سلسلہ میں وہاں سارے کام ہمیں خود ہی کرنے پڑتے تھے۔ بِلڈر بھی ہم ہی تھے اور کنٹریکٹر بھی ہم خود تھے۔ سب کچھ ہم ہی ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا میرے بریف کیس میں کافی بڑی رقم موجود تھی اور رات ہو رہی تھی اس لئے ڈر تھا۔ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ یہ خوف تھا کہ کہیں کوئی یہ بریف کیس چھین کر نہ بھاگ جائے۔

آٹھ، نو اور پھر رات کے دس بج گئے لیکن بس کی مرمت کا کام مکمل نہ ہوسکا۔ آخر انہوں نے اعلان کیا کہ ایک ٹرک ڈرائیور کے ذریعہ جو ٹمالے جارہا تھا وہاں پیغام بھجوایا ہے اس لئے جلد ہی دوسری بس آجائے گی۔ لیکن یہ جلد ہی آٹھ گھنٹے طویل تھا۔ چنانچہ ساری رات ہمیں وہاں گزارنی پڑی۔ مجھے ایک بنچ نظر آیا جس پر مَیں بیٹھ گیا اور بریف کیس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ تا کہ اگر مَیں سو جاؤں اور کوئی شخص بریف کیس چھیننے کی کوشش کرے تو جھٹکے سے میری آنکھ کھل جائے۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آدھی رات آپ سولیں اور آدھی رات مَیں سولوں گا۔ اگلی صبح 4 بجے کے قریب بس آگئی اور پھر ہم ٹمالے پہنچے۔

ایک دفعہ سفر کے دوران راستہ میں ہی یہ بس خراب ہوگئی۔ جب ہمیں کوئی متبادل ذریعہ سفر نہ مل سکا تو ہم نے سامان سے لدے ہوئے ایک ٹرک پر بیٹھ کر 70 میل کا فاصلہ طے کیا۔ اس طرح کے کئی مواقع کو مَیں نے Enjoy کیا۔

جب ہم وہاں زرعی فارم چلا رہے تھے تو مَیں روزانہ اپنی رہائش سے فارم تک قریباً 35 میل کا فاصلہ ٹریکٹر پر طے کیا کرتا تھا۔ کبھی خود ٹریکٹر چلا کر اور کبھی ٹریکٹر کے مڈگارڈ پر بیٹھ کر جاتا تھا۔ لیکن جتنی دیر وہاں پہنچنے میں لگتی تھی اس وقت تک آدمی اتنا تھک چکا ہوتا تھا کہ وہاں پہنچ کر کام کرنا مشکل ہوجاتا تھا۔ پھر مَیں نے رات فارم پر گزارنی شروع کردی۔ وہاں رہائش کے لئے کوئی کمرہ بھی نہیں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ ہم وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ رات کو قیام کرتے تھے۔ ایک جھونپڑی نما کمرے کے فرش پر دری بچھادی جاتی تھی جس پر سوجایا کرتے تھے۔ مَیں نے تو کئی راتیں جنگل میں بھی گزاری ہیں۔ رات کو جب آنکھ کھلتی تو اپنے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھتا تھا کیونکہ اس علاقہ میں سانپ اور بچھو بہت پائے جاتے تھے۔

☆ زرعی ماہرین کی رائے تھی کہ غانا میں گندم نہیں اُگائی جاسکتی۔ مَیں نے محسوس کیا کہ ’ہماتان‘ موسم کے دوران درجہ حرارت گرجاتا ہے اس لئے گندم اُگائی جاسکتی ہے۔ مگر وہاں پانی نہیں تھا اس لئے تجویز کیا کہ دریائے وولٹا جو بُرکینافاسو سے آکر غانا میں سے گزرتے ہوئے سمندر میں گرتا ہے، وہاں اگر ہمیں پانی یا آبپاشی کی سہولتیں مل جائیں تو وہاں گندم کاشت کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ میرے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ نائیجیریا کے جس علاقہ میں آبپاشی کی سہولت موجود ہے وہاں گندم کاشت کی جارہی ہے۔ خوش قسمتی سے ہمیں ایک پانی کا پمپ اور چھڑکاؤ کرنے والے آلات بھی میسر آگئے۔ اگرچہ اس کے ذریعے صرف چند ایکڑ رقبہ کو پانی دیا جاسکتا تھا لیکن یہ کم از کم میرے تجربہ کے لئے کافی تھا۔

چنانچہ مَیں نے نائیجیریا سے اپنے ایک دوست سے گندم کے بیج منگوائے اور اس طرح گندم کی کاشت کا کامیاب تجربہ کیا۔ مَیں نے اس کام پر دو سال صَرف کئے تھے مگر بعد میں آبپاشی کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اسے جاری نہیں رکھا جاسکا۔

☆ خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت جب میرے نام کا اعلان ہوا تو مَیں یہ دعا کر رہا تھا کہ حاضرین میں سے کوئی میرے لئے نہ کھڑا ہو۔ بلکہ پہلی دفعہ جب گنتی میں کوئی غلطی لگی تو مَیں نے سر اٹھا کر دیکھا تو جو ہاتھ کھڑے تھے مجھے یہی لگ رہا تھا کہ بہت تھوڑے سے ہاتھ ہیں۔ تو مَیں نے کہا شکر ہے کوئی اَور نامزد ہوجائے گا۔

دوسری دفعہ پھر انہوں ہاتھ کھڑے کروائے تو مَیں نے دیکھا تو کہا کہ ہیں تو کافی لیکن ابھی بھی کافی ہاتھ باقی ہیں جو کسی اَور کے حق میں کھڑے ہوں گے۔ لیکن جب انہوں نے فائنل اناؤنسمنٹ کی تو مَیں پوری طرح کانپ اٹھا۔ بلکہ مَیں نے اسی مجلس میں یہ کہا کہ اب تو کوئی جائے مفر نہیں اور Excuse نہیں کر سکتے، اس سے دوڑ نہیں سکتے۔ قواعد اجازت نہیں دیتے، نہیں تو مَیں شاید اس کو چھوڑ دیتا۔ ... میرا تو نام جب صدر خدام الاحمدیہ کے لئے پیش ہوتا رہا، دو دفعہ پیش ہوا، مَیں تو وہاں بھی دعا کرتا رہا ہوں کہ نہ بنوں۔

☆ انتخاب خلافت کے وقت بطور ناظر اعلیٰ ساری انتظامی ذمہ داریاں میرے سپرد تھیں، جماعت کے سارے معاملات چلانے کا ایک بوجھ تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تدفین کا معاملہ تھا، وہ کہاں ہوگی؟ جنازہ کب ہوگا؟ یہ سارے مسائل طے کرنے تھے۔

☆ مَیں عملی طور پر ایک ایسا آدمی تھا جس کے لئے دفتر میں مسلسل دو گھنٹے بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ تقریباً ہر دو گھنٹے بعد دفتر سے اٹھ کر راؤنڈ لگاتا اور مختلف دفاتر کو Visit کیا کرتا تھا۔ پھر واپس آکر دفتر بیٹھتا تھا۔ یہاں تک کہ ناظر اعلیٰ کی ذمہ داری ملنے کے بعد بھی میرا یہی دستور رہا، یہ ایک انتظامی عہدہ تھا۔ چنانچہ دفتر میں چھ سات گھنٹے گزارنے کے بعد مَیں اپنے فارم پر چلا جاتا تھا اور کچھ وقت وہاں گزارتا، اس دوران وہاں ایسے کام کیا کرتا تھا جس میں ذہنی بوجھ نہ ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے مشقّت والا کام ہوتا تھا۔ بہرحال خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد میرے معمولات میں ایک U-turn آگیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ مجھ سے کیسے ہوگیا؟ یہ اللہ ہی تھا جو تمام کاموں کا کرنے والا تھا۔ پہلی ہی رات میرے اندر ایک مکمل تبدیلی واقع ہوگئی تھی۔ مَیں صبح سے شام تک اور پھر رات گئے تک دفتر میں بیٹھ کر کام کرتا رہا۔ مجھے تقریر وغیرہ کرنے کا بالکل تجربہ نہیں تھا مگر خدا نے میری راہنمائی کی۔

☆ آجکل مَیں بہت صبح اٹھتا ہوں۔ نوافل ادا کرنے کے بعد قرآن کریم کے چند رکوع کی تلاوت کرتا ہوں۔ پھر نمازِ فجر کے بعد سیر کے لئے جاتا ہوں۔ واپس آکر نہا کر ناشتہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر قرآن کریم کی کچھ تلاوت کرتا ہوں اور آیات قرآنی پر غور و فکر کرتا ہوں۔ پھر چند منٹ استراحت کے بعد اپنے دفتر میں آجاتا ہوں جہاں میرے کاموں کا آغاز ہوتا ہے۔ مختلف دفتری امور کے علاوہ جماعتی عہدیداروں کے ساتھ میٹنگز اور دفتری ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ پھر نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مَیں دوپہر کا کھانا کھاتا ہوں۔ اس کے بعد چند منٹ قیلولہ کرتا ہوں اور پچیس سے تیس منٹ تک سوتا ہوں۔ پھر میں دوبارہ اپنے آفس میں آجاتا ہوں۔ پھر مغرب کی نماز سے ذرا پہلے مَیں چائے کے لئے اوپر گھر جاتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد واپس اپنے دفتر میں آکر سنتیں ادا کرتا ہوں اور پھر یہیں پر اپنی ڈاک دیکھتا ہوں۔ پھر عام ملاقاتوں کا سلسلہ قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے جس کے بعد رات کا کھانا کھا کر عشاء کی نماز کے لئے جاتا ہوں۔ اور پھر واپس اپنے دفتر میں آجاتا ہوں اور دوبارہ ڈاک دیکھتا ہوں۔ یہ سلسلہ رات گیارہ بجے تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد اخبارات، جماعتی رسائل، یا کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں جس کے بعد سونے کے لئے چلا جاتا ہوں۔

☆ دنیا میں جہاں بھی احمدی احباب میرے ارد گرد ہوتے ہیں، وہی میری پسندیدہ جگہ ہوتی ہے۔ مگر مجھے افریقہ بہت پسند ہے خاص طور پر غانا کیونکہ مَیں نے کچھ عرصہ یہاں گزارا اور میری ابتدائی اور عملی زندگی کا آغاز غانا ہی سے ہوا۔

☆ قادیان میں جب آپ بہشتی مقبرہ میں داخل ہوتے ہیں خصوصاً وہ احاطہ جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا مزار ہے، اس وقت کے جذبات کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ جذبات اُبل رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اُس وقت اپنے پر قابو نہیں رہتا اور پھر جب آپ ان گلی کُوچوں کو دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ انہی گلیوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک قدم پڑے تھے۔

میرا خیال ہے کہ قادیان میں جانے والے ہر فرد کے ایسے ہی جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔ اور مکّہ اور مدینہ جانے والوں کے جذبات اور احساسات اس سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔

☆ مَیں نے احمدی طلباء کو ریسرچ کے میدان میں جانے کے لئے کہا ہے کیونکہ مغربی ملکوں میں ریسرچ کی فیلڈ کا مستقبل روشن ہے۔ بالخصوص چاروں سائنسز یعنی فزکس، کیمسٹری، میڈیسن اور کمپیوٹر سائنس کے مضامین

روزنامہ الفضل ربوہ 24 مئی 2012ء میں شامل اشاعت مکرمہ فریحہ ظہیر صاحبہ کے کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

چمن کے پتے پتے پر لکھا نامِ خلافت ہے
فلک سے بھی کہیں اونچا یہ اکرامِ خلافت ہے
فضا جس سے لرز اٹھے پہاڑوں کے جگر پانی
زمیں گردش سے تھم جائے وہ الہامِ خلافت ہے
ہزاروں بار چومے کامرانی نے قدم اپنے
ہماری ہمتیں کیا ہیں؟ یہ اکرام خلافت ہے
فلک کو ناز ہے کہ اس پہ وہ خورشیدِ تاباں ہے
زمیں کو فخر ہے کہ اس پہ انعامِ خلافت ہے
حسینؓ ابن علیؓ نے زیرِ خنجر جو سنایا تھا
فریحہ ہے خدا شاہد وہ پیغامِ خلافت ہے

ہیں۔ اسی طرح ایشیائی لوگوں کی بقا بھی اسی میں ہے کہ وہ مقامی لوگوں کی ضرورت بن جائیں کیونکہ اگر انہیں آپ کی ضرورت نہ ہو تو جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے اُن کے دلوں میں آپ کے لئے نفرت کے مخفی جذبات پائے جاتے ہیں۔ اگر آپ تعلیم یافتہ نہیں اور ان کے لئے کارآمد نہیں ہیں تو یہ آپ کو پسند نہیں کریں گے۔ خاص طور پر پچھلے چند سالوں میں رُونما ہونے والے واقعات کی وجہ سے بھی یہ لوگ پہلے کی نسبت زیادہ حسّاس ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب مسلمانوں کو تو خاص طور پر خود کو ریسرچ سے منسلک کرنا چاہئے۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد یہ تھا کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب ترلایا جائے۔ اور یہ چیلنج نہ صرف اِس وقت سب سے بڑا چیلنج ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت جبکہ جماعت کی بنیاد رکھی گئی تھی اُس وقت بھی یہی سب سے بڑا چیلنج تھا اور قیامت تک یہی سب سے بڑا چیلنج رہے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں روحانی ترقی کے ذریعہ قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے جس کے لئے ہمیں قرآن کریم کا مطالعہ اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ اور آپ کی عطا کردہ راہنمائی کے ذریعہ اپنے روحانی معیار کو بلند کریں، اپنی ذہنی استعدادوں کو صیقل کریں، اپنے آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے منور کریں۔ اسی طرح ہمیں چاہئے کہ اپنے عہد بیعت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور خلفاء کی طرف سے دی جانے والی ہدایات پر مضبوطی سے کاربند ہوں۔

☆ جو لوگ وقت کی کمی کا شکوہ کرتے ہیں، اُن کو فعّال بنانے کے لئے سب سے پہلے تو اُنہیں یہ احساس دلانا ہوگا کہ وہ کون ہیں۔ جب ایک دفعہ اُنہیں یہ احساس ہوجائے گا کہ وہ احمدی ہیں اور یہ کہ احمدی ہونے کا مقصد کیا ہے تو آپ انہیں فعّال بناسکیں گے۔ ان پر سختی کرنے سے یا صرف اُنہیں حکم دینے سے یا ان کے خلاف ایکشن لینے سے انہیں فعّال نہیں بنایا جاسکتا۔ انہیں اپنا دوست بنائیں۔ خدام الاحمدیہ میں ایک ایسی ٹیم ہونی چاہئے جو اپنے ایمان میں نہایت پختہ ہو۔ کوئی بحث یا کوئی دلیل جو احمدیت، اسلام، مذہب یا خدا کے خلاف ہو انہیں اپنے ایمان سے ہٹا نہ سکے۔ اس ٹیم کے ممبران خشک مُلّاں کی طرح نہیں ہونے چاہئیں۔ وہ ایسے افراد کے ساتھ دوستی کر کے اُنہیں اپنے قریب لائیں۔

یہ ایک مسلسل جدّوجہد ہے اور دنیا کے اختتام تک مسلسل یہی طریق عمل رہے گا۔ کیونکہ قرآن مجید کہتا ہے ”ذَکِّر“ یعنی تم لوگوں کو مسلسل نصیحت اور یاد دہانی کراتے رہو اور انہیں مسلسل خدا تعالیٰ کی طرف اور اچھے کاموں کی طرف بلاتے رہو۔ مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور ہر ایک سے اس کی طبیعت اور نیچر کے مطابق ڈیل (Deal) اور ٹریٹ (Treat) کیا جاتا ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عہدیداران کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

لوگ عام افرادِ جماعت کے بُرے سلوک کو تو برداشت کرلیتے ہیں اور زیادہ سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ لیکن عہدیداران کی طرف سے زیادتی ہو تو شکوے شکایات اس حد تک جاتے ہیں کہ بالآخر جماعت سے ہی لاتعلقی اختیار کرلیتے ہیں۔ اس لئے جماعتی عہدیداران کو اپنا رویّہ تبدیل کرنا چاہئے، وہ نیک اور متقی ہونے چاہئیں اور اُن کو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: **”ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا“۔**

☆ دینی اور گھریلو ذمہ داریوں میں توازن پیدا کرنے کے لئے یاد رکھیں کہ دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں۔ اپنے دن کو ذمہ داریوں کے لحاظ سے تقسیم کرلیں۔

آپ کو اپنے بچوں کی ضروریات کا خیال بھی رکھنا چاہئے اور ان کو کچھ وقت دینا چاہئے۔ کبھی بچوں اور فیملی کی طرف زیادہ توجہ درکار ہوگی تو کبھی جماعتی کام کی طرف۔ شام کو بالعموم فیملی کے لئے اور جماعتی کاموں کے لئے وقت نکالا جاسکتا ہے۔

جب ایک دفعہ آپ باقاعدگی سے جماعتی کاموں کے لئے روزانہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے وقت نکالنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ اس کو ایڈجسٹ کرسکیں گے تا کہ آپ اپنے گھر والوں کو بھی کچھ نہ کچھ وقت دے سکیں گے۔ آٹھ بجے شام تک آپ کے بچے ہوم ورک اور کھانے سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں اور آپ کی بیوی بھی فارغ ہو چکی ہوتی ہیں اس وقت آپ ان کے ساتھ کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔ آپ کو اپنے بچوں کو کچھ نہ کچھ وقت ضرور دینا چاہئے۔ بالخصوص ان مغربی ملکوں میں جہاں جب بچے بڑے ہو رہے ہوں تو اُن کے مسائل بھی سر اٹھانے لگتے ہیں۔ جب وہ بارہ تیرہ سال کے ہوتے ہیں یعنی Teenager ہوتے ہیں تو مناسب یہی ہے کہ آپ اُن کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھیں تا کہ وہ آپ کے کنٹرول میں رہیں اور اپنے مسائل آپ کے ساتھ Discuss کرسکیں۔

بعض لوگ جماعتی کاموں کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت جماعتی کاموں میں صرف کریں۔ لیکن یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ ٹھیک ہے کہ اس طرح کے لوگ بھی ہونے چاہئیں مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ذہنوں میں یہ بات بھی رہنی چاہئے کہ آپ کے بیوی بچوں کا بھی آپ پر حق ہے۔

☆ دنیا کے مسائل مختلف قسم کے ہیں۔ غیر ترقی یافتہ ممالک اپنے معاشی مسائل سے دوچار ہیں جس کی ایک وجہ اُن کے اپنے لوگوں کی کرپشن ہے۔ نیز بڑی طاقتوں کی Exploitation ہے۔ یہ صورتحال تبدیل نہیں ہوسکتی جب تک جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے تو کوئی دوسرا آپ کے حالات نہیں بدل سکتا۔

ان مسائل کی ایک اَور وجہ غیر ترقی یافتہ ملکوں کی لیڈرشپ بھی ہے۔ اب تک موجودہ جمہوری نظام والے ممالک میں صرف انڈیا ہی ہے جس کے لیڈر تیسری دنیا کے ممالک سے بہتر دکھائی دیتے ہیں۔ افریقن ممالک میں سے کوئی ایسی شخصیت مجھے دکھائی نہیں دی جو اپنے ملک کے ساتھ مخلص اور وفادار ہو سوائے اُن کے جنہوں نے اپنے ملکوں کی آزادی کے لئے بڑی محنت اور جدوجہد کی ہے جیسا کہ غانا میں کوامے نکرومہ کی اپنے وطن کے لئے اخلاص اور وفا واضح طور پر نظر آتی ہے۔ دراصل یہ کوامے نکرومہ ہی تھے جنہوں نے سارے افریقہ کی آزادی کی بنیاد رکھی۔

اگر مسلمان ممالک کے لیڈر اپنے ملک اور اپنے عوام سے مخلص ہوں اور اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہوں یا کم از کم قرآنی ہدایات کی پیروی کریں تو ان مسلمان اقوام میں باہمی کشیدگی اور دشمنی نہ ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب کبھی کوئی مسلمان ملک کسی دوسرے مسلمان ملک کے خلاف جارحیت کا مرتکب ہو تو باقی سب مل کر جارحیت کرنے والے ملک کے خلاف کارروائی کریں یہاں تک کہ ان کے باہمی معاملات طے پا جائیں اور صلح ہو جائے۔ اور آپس میں معاملات طے پا جائیں تو اس کے بعد پھر آپس میں کوئی دشمنی یا کینہ نہ رکھیں۔ اس کے بعد اس ملک کی ترقی میں مدد کرنی چاہئے۔

لیڈرشپ کو جانچنے کے بہت سے پہلو ہیں مگر مختصراً یہ کہ جو کوئی بھی اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہو میرے نزدیک وہی شخص ایک اچھا لیڈر ہے۔ آپ سب کو علم ہے کہ مغربی طاقتوں کے دوہرے معیار ہیں۔ ایک معیار اپنے لئے اور دوسرا غیروں کے لئے۔ ایک معیار غریب قوموں کے لئے ہے اور دوسرا امیر قوموں کے لئے۔ اگر وہ ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنے لگ جائیں اور اگر وہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے سنجیدہ ہوں تو آپ کو ان مغربی طاقتوں کا افریقن ممالک کے ساتھ یا بہت سے ایشیائی ملکوں کے ساتھ یا مشرقی یورپ کے مسلمان ممالک کے ساتھ مختلف سلوک نظر نہیں آئے گا۔ بوسنیا اور سربیا کے معاملہ کو ہی دیکھ لیں کہ وہاں کیا ہوتا رہا ہے۔ اس طرح تو امن قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مغربی طاقتیں قیام امن کے لئے مخلص اور سنجیدہ نہیں ہیں۔

☆ یہ خیال کہ مذہب دنیاوی ترقی اور کیریئر کے راستہ میں رکاوٹ ہے، اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں، یہ کتاب آپ کو ماڈرن سائنس، کائنات، ٹیکنالوجی بلکہ ہر چیز کے بارہ میں بتاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی وضاحت فرما چکے ہیں کہ یہ بات درست نہیں کہ مذہب جدید سائنس سے ہم آہنگ نہیں۔ اگر آپ ایک وکیل ہیں تو مذہب یہ نہیں کہتا کہ آپ وکیل نہیں بن سکتے۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو مذہب یہ نہیں کہتا کہ آپ ڈاکٹر یا انجینئر نہیں بن سکتے۔

قرآن اور اسلام خود جدید علوم اور جدید سائنس کی طرف راہنمائی کر رہا ہے۔ تو پھر کیسے ممکن ہے کہ یہ اس کا راستہ روکے یا ایسے دنیاوی امور میں رکاوٹ ڈالے۔

1908ء میں جب جان کلیمنٹ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی۔ جان کلیمنٹ نیوزی لینڈ کے ایک ماہر فلکیات تھے اور انہوں نے ہی سمندری طوفانوں کو نام دیئے تھے۔ انہوں نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ سائنس کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جواب دیا کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ جدید علوم اور جدید ٹیکنالوجی کو Explore کیا جائے اور ان سے فوائد حاصل کئے جائیں، اس میں کوئی روک نہیں۔

پس مذہب جدید سائنسی علوم کے حصول میں مانع نہیں ہے بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ دونوں ایک ساتھ کارفرما ہیں، مذہب سائنس کے متعلق معلومات دیتا ہے اور سائنس مذہب کے متعلق بتاتی ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے سائنسی تجربات کی بنیاد قرآنی آیات پر مبنی تھی۔ جب مذہب سائنسی تحقیقات میں کوئی روک نہیں ڈالتا تو پھر باقی معاملات میں کیوں روک بنے گا!۔

البتہ مذہب اس سے ضرور روکتا ہے کہ مثلاً اگر دنیا کہے کہ طوائف کے پاس جاؤ یا اس قسم کے بُرے کام کرو تو اسے رکاوٹ تو نہیں کہتے یہ تو اخلاقی تعلیم ہے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کو شراب نوشی یا کسی ایسی چیز سے جو نشہ کا عادی بنانے والی ہو منع نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن مذہب ایسی باتوں سے روکتا ہے۔ اگر اس قسم کی باتوں کو آپ دنیوی معاملات کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے مذہب ان سے روکتا ہے۔

☆ دنیا کے لوگوں اور اُن کی لیڈرشپ کو خدا کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ جب تک وہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اس کا احساس نہیں کرتے کہ انہیں اپنے خالق کی ہدایات اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے اور یہ کہ وہ ان سے کیا چاہتا ہے، اس وقت تک دنیا میں صحیح معنوں میں امن کا قیام نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ مَیں دو ہی مقاصد لے کر آیا ہوں۔ پہلا یہ کہ لوگوں کا تعلق خدا سے جوڑوں اور دوسرا یہ کہ انسان کو دوسرے انسانوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کروں۔

☆ موسمی اور ماحولیاتی تبدیلی کا کلیۃً تعلق Check and balance system سے ہے۔ دنیا کے نظام میں جو اعتدال اور توازن اس کے خالق نے رکھا تھا اس کو اگر خراب کیا جائے تو لازماً اس کے نتیجہ میں عدم توازن کے مسائل پیدا ہوں گے۔ مگر اب جدید تحقیق کرنے والے اپنے مؤقف کو تبدیل کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف پٹرول اور گیسز کا استعمال اور درختوں کا کاٹا جانا ہی اس تبدیلی کا سبب نہیں ہے۔ تاہم میرے خیال میں اس بات میں بھی صداقت ہے، خاص طور پر افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں جنگلات بڑی تیزی سے بلکہ مَیں تو کہوں گا کہ ظالمانہ طور پر کاٹے جا رہے ہیں اور اس کے مقابل پر نئے درخت لگانے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ دوبارہ جنگلات لگانے اور ان کے احیاء کے لئے کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اسی طرح یہاں پر بھی چونکہ آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے جنگلات میں کمی ہو رہی ہے۔ شہروں اور قصبوں میں شجرکاری کی جاسکتی ہے لیکن یہ نہیں کی جارہی۔

اس کے ساتھ ساتھ جہاں آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگوں میں سُستی بھی بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہر شخص کار کے ذریعہ سفر کرنا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ تیسری دنیا کے ملکوں مثلاً نائیجیریا میں کاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ جب حکومت نے اس مشکل کے حل کے لئے ایسا اقدام کیا کہ ایک دن طاق نمبروں والی کاروں پر اور دوسرے دن جفت نمبر والی کاروں پر پابندی لگادی تو لوگوں نے اس مسئلہ کا یہ حل نکالا (کہ چونکہ اُس وقت وہاں کے لوگوں کے پاس پیسے کی فراوانی تھی) ہر گھرانے نے دو کاریں خرید لیں ایک طاق نمبر والی اور دوسری جفت نمبر والی۔

پس گیسوں کا اخراج مسلسل بڑھ رہا ہے۔ آبادی

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 12 مئی 2012ء میں خلافت جوبلی کے حوالہ سے کہی گئی مکرم محمد اسلم صابر صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

زمیں پہ خدا کی ہے رحمت خلافت
تحفّظِ دیں کی ضمانت خلافت
کرو دل سے اے مومنو! شکرِ ایزد
امیں تم ۔ خدا کی امانت خلافت

خدا کا جماعت پہ ہے فضل بھاری
تسلسل خلافت کا ہے اس میں جاری
ہے لرزہ بر اندام مخلوق ساری
خلافت سے ہے اِک سکوں ہم پہ طاری

قبولِ دعا ہے جمالِ خلافت
عدو کی ہلاکت ، جلالِ خلافت
نظامِ جماعت کمالِ خلافت
ہے فوز و فلاح بس مآلِ خلافت

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 04, 2018 – May 10, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 04, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 69.
01:25	Inauguration Of Baitun Naseer Mosque
02:25	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:35	Jamia Ahmadiyya Refresher Course
04:00	Tarjamatul Qur'an Class
05:05	Tasheez-ul-Azhan
05:45	Seerat-e-Ahmad
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:45	Khilafat Turning Fear Into Peace
07:00	Beacon Of Truth
08:00	Pakistan National Assembly 1974
08:50	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
09:00	A Mosque In Germany
09:55	In His Own Words
10:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:45	Food For Thought
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Pakistan National Assembly 1974 [R]
15:50	In His Own Words
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:10	Khilafat Turning Fear Into Peace [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:45	Noor-e-Mustafwi [R]
23:05	Pakistan National Assembly 1974 [R]

Saturday May 05, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:15	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
01:30	A Mosque In Germany
02:25	In His Own Words
03:00	Beacon Of Truth
03:45	Khilafat Turning Fear Into Peace
04:00	Friday Sermon
05:00	Noor-e-Mustafwi
05:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:05	Aao Urdu Seekhain
07:30	Open Forum
08:00	International Jama'at News
08:50	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
09:00	Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018.
10:10	In His Own Words
10:40	Dua-e-Mustaja'ab
11:05	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi
15:45	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra) [R]
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:25	Tilawat
20:45	Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK 2013
21:45	International Jama'at News [R]
22:35	Friday Sermon [R]
23:40	Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday May 06, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:05	Al-Tarteel
01:30	Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK 2013
02:30	In His Own Words
03:00	Aao Urdu Seekhain
03:25	Open Forum
04:00	Friday Sermon
05:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra)
05:35	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 70.
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on May 5, 2018.
08:35	Roots To Branches
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
10:10	Ilmul Abdaan
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
12:45	Rishta Nata Ke Masa'il
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:20	In His Own Words [R]
16:50	Braheen-e-Ahmadiyya
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 3-100.
18:35	Story Time
19:00	Live Beacon Of Truth
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Ilmul Abdaan [R]
22:15	Rishta Nata Ke Masa'il [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Roots To Branches [R]

Monday May 07, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:20	In His Own Words
03:00	Braheen-e-Ahmadiyya
03:45	Friday Sermon
04:55	Ilmul Abdaan
05:40	Roots To Branches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:05	Jalsa Salana Speeches
09:00	A Mosque In Marburg: Recorded on April 19, 2017.
10:00	Aao Urdu Seekhain
10:25	Swahili Service
11:00	Friday Sermon
12:00	Tilawat [R]
12:20	Al-Tarteel [R]
12:50	Friday Sermon [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	A Mosque In Marburg [R]
16:00	In His Own Words
16:35	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 1-51.
18:30	Swedish Service: Stoppa Krisen
19:00	Jalsa Salana Speeches [R]
19:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
20:00	A Mosque In Marburg [R]
21:00	Pakistan National Assembly 1974
22:00	The Review Of Religions
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35	Aao Urdu Seekhain [R]

Tuesday May 08, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:45	Al-Tarteel
01:20	A Mosque In Marburg
02:20	Kasre Saleeb
03:00	International Jama'at News
03:55	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Aao Urdu Seekhain
05:20	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 71.
06:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 200.
08:00	Story Time
08:15	A Trip To Dorrigo
08:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
09:50	In His Own Words
10:20	Khazeena-e-Urdu
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:25	In His Own Words [R]
16:55	Beacon Of Truth: Recorded on May 6, 2018.
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 52-90.
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on May 5, 2018.
20:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:15	In His Own Words [R]
21:45	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:25	Liqa Ma'al Arab [R]
23:25	A Trip To Dorrigo [R]

Wednesday May 09, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30	In His Own Words
03:00	Beacon Of Truth
03:50	Liqa Ma'al Arab
05:00	An Introduction To Ahmadiyyat
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 27.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on October 23, 1994.
08:10	Kuch Yaadein Kuch Baatein
09:00	Taleem And Tarbiyyati Class 2014
10:00	In His Own Words
10:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Taleem And Tarbiyyati Class 2014 [R]
16:00	In His Own Words [R]
16:30	The Life Of Hazrat Abu Bakr (ra)
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 91-129.
18:30	French Service: L'Islam En Questions
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Taleem And Tarbiyyati Class 2014 [R]
20:55	In His Own Words [R]
21:25	The Life Of Hazrat Abu Bakr (ra) [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:40	InfoMate

Thursday May 10, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Taleem And Tarbiyyati Class 2014
02:25	In His Own Words
03:00	Kuch Yaadein Kuch Baatein
03:50	Question And Answer Session
05:00	The Life Of Hazrat Abu Bakr (ra)
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 71.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on July 8, 1996.
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on January 14, 2018.
09:00	Convocation Of Jamia Ahmadiyya Germany 2016
10:05	In His Own Words
10:40	Khazain-ul-Mahdi
11:05	Japanese Service
11:20	Pushto Muzakarah
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 4, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Hijrat
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Seerat-e-Ahmad
19:00	Open Forum [R]
19:35	Khazain-ul-Mahdi [R]
20:05	Friday Sermon [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	Hijrat [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Discover Alaska

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 04 May 2018 | Issue No. 18

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

... ...

سال 2017ء کی بعض اہم خبریں

آئرلینڈ

5ویں نیشنل وقف نو اجتماع کا بابرکت انعقاد

(خلاصہ رپورٹ مرتبہ: ربیب احمد مرزا صاحب، سیکرٹری وقفِ نو آئرلینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ وقفِ نو آئرلینڈ کو مورخہ 23/دسمبر 2017ء بمقام Esker Educate Together National School, Dublin اپنا 5 واں نیشنل وقفِ نو اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت پہلی مرتبہ کسی نمائندہ کو خاص طور پر نیشنل وقفِ نَو اجتماع کے لئے بھیجا۔ لندن مرکز سے مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج وقفِ نَو مرکزیہ) اجتماع میں شامل ہوئے۔

مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج وقفِ نَو مرکزیہ) کی صدارت میں افتتاحی اجلاس کا آغاز دس بج کر 45 منٹ پر تلاوت قرآن کریم مع اردو اور انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/اکتوبر 2016ء میں سے ایک clip دکھایا گیا جس میں حضور انور نے ایک سپیشل وقفِ نَو کی خصوصیات بیان فرمائی تھیں۔ افتتاحی اجلاس کا اختتام دعا سے ہوا۔ واقفاتِ نَو کے ہال میں بھی اس پروگرام کی آواز جا رہی تھی۔

11 بجکر 30 منٹ پر علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ عمر کے حساب سے واقفین نَو کو 4 گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ہر گروپ کے اندر تلاوت، نظم انگریزی اور اردو تقریر نیز حفظ قرآن کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ تمام گروپس کا جائزہ نصاب بھی ہوا۔ مقابلوں کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

بعد ازاں پریزنٹیشن کا سیشن ہوا۔ پہلی پریزنٹیشن مکرم ربیب احمد مرزا صاحب سیکرٹری وقف نَو نے جامعہ احمدیہ کے بارہ میں دی اور دوسری پریزنٹیشن مکرم ڈاکٹر سید حسن احمد صاحب، صدر خدام الاحمدیہ آئرلینڈ نے جماعت احمدیہ کے انتظامی ڈھانچہ کے بارہ میں دی۔

ظہرانہ کے بعد اختتامی اجلاس 3 بجکر 45 منٹ پر مکرم لقمان احمد کشور صاحب، انچارج وقفِ نَو مرکزیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم مع اردو اور انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم ربیب احمد مرزا صاحب سیکرٹری وقفِ نَو آئرلینڈ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نَو میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ پروگرام کے آخر پر مرکزی نمائندہ مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج وقفِ نو مرکزیہ نے اختتامی تقریر کی۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور انور نے واقفین نَو اور اُن کے والدین کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس پروگرام کی آواز واقفاتِ نَو کے ہال میں بھی جا رہی تھی۔ دعا کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع کی حاضری 72 فیصد رہی۔

☆...☆...☆

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے شہر پوبے میں بین المذاہب کانفرنس کا بابرکت انعقاد

[خلاصہ رپورٹ مرتبہ: مکرم مبارک احمد نعیم صاحب، مبلغ سلسلہ بینن]

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن نے گزشتہ سال 2017ء میں پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر مختلف پروگرامز کا انعقاد کیا جن کی بعض رپورٹس اس کالم میں قبل ازیں شامل اشاعت کی گئی ہیں۔ ذیل میں جوبلی سال کے پروگراموں کی ایک اَور رپورٹ شامل کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ بینن کو روز افزوں ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

... ...

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 7/اکتوبر 2017ء کو پوبے شہر کے ایک ہوٹل میں جماعت کو بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پروگرام کا آغاز مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن کی زیر صدارت صبح 10 بجکر 30 منٹ پر تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جوبلی کمیٹی کے صدر صاحب نے پروگرام میں شامل ہونے والی بعض اہم شخصیات کا تعارف کرایا اور مہمانوں کا اس پروگرام میں شرکت کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مکرم Osseni Aliou صاحب لوکل مشنری نے ''اخلاق، تعلیم اور امن'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس تقریر کا لوکل زبان Youroba میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

خدا کے فضل سے اس کانفرنس میں افرادِ جماعت کے علاوہ صوبہ کی اہم شخصیات، سیاسی، مذہبی، بزنس کمیونٹی، کالجز کے پروفیسرز، ڈاکٹرز وغیرہ نے شرکت کی۔

مہمانوں کے تأثرات

ان اہم شخصیات نے جماعت کی اس کاوش کو سراہا اور کہا کہ جماعت احمدیہ امن اور اخلاق کا پرچار ساری دنیا میں کر رہی ہے۔ بعض تأثرات درج ذیل ہیں۔

☆... **سینٹرل امام مسجد Oshomou الحاج بشیرالدین عبداللہ صاحب** نے کہا کہ میں تہِ دل سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ احمدی ہی سچے مسلمان ہیں۔ احمدی اپنے اخلاق، عبادات اور انسانیت کے کاموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعہ سے جماعتِ احمدیہ نے اس علاقے میں محبت اور اخوّت کی ایک نئی بنیاد رکھی ہے۔

☆... پادری کیتھولک چرچ پوبے نے جماعت کی اس کاوش کو سراہا اور کہا کہ آج کی دنیا میں اس طرح کی کانفرنسز کا انعقاد ایک زبردست کوشش ہے۔ جب تک ہم دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو نہیں سنیں گے تو ہمیں کس طرح پتہ لگے گا کہ کونسا مذہب اعلیٰ تعلیمات کا حامل ہے۔ اور مذاہب کے درمیان محبت کس طرح پروان چڑھے گی۔

☆... **ڈائریکٹر آف ایجوکیشن Bankale Akambi صاحب** نے کہا: سب سے پہلے میں جماعتِ احمدیہ کے دو پروگرامز جو ہفتہ وار ریڈیو پر نشر ہوتے ہیں ان کو سراہتا ہوں کیونکہ جماعت کے ریڈیو پروگرامز میں ہمیں اعلیٰ معیار کی تعلیمات ملتی ہیں اور علاقے کے بہت سے لوگ بھی ان ریڈیو پروگرامز کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد آج کی اس کانفرنس میں شامل ہو کر میرا علمی معیار بڑھا ہے۔ اور مجھے خوشی ہے کہ جماعت اس طرح کے پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی کرتی رہے گی۔ میں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ماہوار ہمارے سکول اور کالجز میں آئیں اور نوجوان نسل کو اخلاقیات کا درس دیں۔

☆... **پادری صاحب نمائندہ پروٹسٹنٹ چرچ** نے کہا جماعت احمدیہ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے جو ہمدردی کے جذبات سے لبریز ہے اور آج کی کانفرنس میں جو تقریر پیش کی گئی ہے اسے سُن کر لگتا ہے کہ اخلاق اور علم کے متعلق اسلام کی تعلیمات کتنی اعلیٰ ہیں۔ آج کی اس کانفرنس میں مختلف مذاہب کے رہنما اکٹھے ہوئے ہیں جو ایک امن کا نشان ہے اور اس طرح کے پروگرامز دنیا میں امن دے سکتے ہیں۔

☆... **ڈائریکٹر جنرل برائے مذہبی امور اور سیکیورٹی، نیز نمائندہ وزیر داخلہ** نے بھی جماعت کی تعریف کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ امن کے لئے بڑا اچھا کام کر رہی ہے اس لئے بینن کی حکومت ان کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتی ہے۔ مَیں حکومت کی طرف سے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر میں مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے اسلام کی حسین پُرامن تعلیم پیش کی اور تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام کی کل حاضری 340 رہی۔ پروگرام کی کوریج نیشنل ٹی وی، پرائیوٹ ٹی وی چینل کینل 3 نیشنل اخبار اور ملک کے بڑے اخبارات کے علاوہ صوبہ کے دو ریڈیوز نے فرنچ اور لوکل زبان میں کی۔

... ...

بینن کے ریجن پوبے کے گاؤں ایگیلو میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

[خلاصہ رپورٹ مرتبہ: مکرم مبارک احمد نعیم صاحب، مبلغ سلسلہ بینن]

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ریجن پوبے کے گاؤں ایگیلو میں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ ایگیلو گاؤں پوبے شہر سے تقریباً 24 کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اس گاؤں میں احمدیت کا پودا سن 1999ء میں لگا۔ اس کے بعد گاؤں میں مولویوں کی طرف سے وفود آتے اور احمدیوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے لیکن اس مخالفت کے باوجود احمدی ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2008ء میں اس گاؤں کے بادشاہ اور اس کی فیملی کو بھی احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی۔

اس مسجد کا افتتاح یوم مسیح موعود 23 مارچ 2018ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ مسجد کی افتتاحی تقریب امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب کی زیرِ صدارت ہوئی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد معزز مہمانوں نے اپنے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں